جملہ حقوق محفوظ

صراطِ مستقیم

مصنّفہ

حضرت مرشدنا سید محمد اسد الرحمٰن قدسی
اعلیٰ اللہ مقامہم

طبع سوم
مطبوعہ بھوپال پریس بھوپال
قیمت فی جلد:

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ ط

مقدمہ

دوسری صدی ہجری میں جب حکمائے یونان کی دریافت وتحقیقات سے ذی علم مسلمان واقف ہوئے تو انھوں نے ان علوم کو اپنے اور مسلمانوں کے حق میں مفید خیال کر کے اسلامی سانچے میں ڈھالنا شروع کر دیا۔

حکمائے یونان کے دو بڑے گروہ تصور کیے گئے ایک مشائین اور دوسرے اشراقین بعض علماء نے مشائین کا چربہ اتارا اور اسلامی معتقدات کو عقلی استدلال سے ثابت کرنے کا نہج پیدا کیا علم کلام اسی کا نتیجہ ہے۔

بعض صاحبِ ذوق علماء نے اشراقین کی پیروی کی اور اسلامی اعمال کو اشراقی اصول پر ترتیب دیا۔ تصوف اسی کا ثمرہ ہے۔

جب علم کلام اور تصوف کے اصول مرتب ہو گئے تو یہ ایک مکمل علم تصور کیا جانے لگا۔ اور دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ یعنی نظریات اور عملیات۔ نظریات کو اصول اور عملیات کو وصول سے موسوم کیا گیا۔

ماہرین علم الاصول نے نظریات کا تصوف نام رکھا جس کا موضوع وجودِ مطلق ہے اور اس میں مراتب ستہ کی بحث ہوتی ہے اور عملیات کو سلوک کہتے ہیں جسکا موضوع افعال مکلّفین من حیث الایصال ہے۔

تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں جب تمام ادیان و مذاہب سے حضرات اہلِ تصوف آشنا ہوئے تو ہر ایک کے عقائد و اعمال میں سے اپنے مفید مطلب امور اخذ کر کے ایک عجیب و غریب مجموعہ تیار کر لیا۔

تصوف علمائے تصوف کا بیان ہے کہ عالم ایک اسم جامع ہے جو بہت سے اجزاء مثل زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے ان سب پر شامل ہے۔ لیکن جب اطلاق کے ساتھ یہ نام لیا جائے اس وقت فلک اعلیٰ پر واقع ہوتا ہے۔ کیونکہ فلک اعلیٰ جملہ اشیاء پر شامل ہے اور سب کو گھیرے ہوئے ہے۔ عالم کے کل اجزاء خالقِ واحد کی مخلوق ہونے میں برابر ہیں اور ان اجزاء میں سے ہر ایک جزو

دوسرے جزو سے خالق کی طرف محتاج ہونے میں اور امکان وضعف وفنا میں برابری کی نسبت رکھتا ہے۔ کیونکہ خالق کا بلحاظ خالقیت مخلوق میں تفاوت نہیں ہے بلکہ تفاوت مخلوقات ہی میں ہے۔ عالم کی ہر صنعت و ہر نوع نے اپنی قوت اور طاقت کے موافق اپنی صورت اختیار کی۔

سب سے پہلی چیز عقل ہے، عقل مبدائے اول ہے، ایک صاف جوہر ہے، اپنی ذات میں کامل ہے، اور اپنے غیر کی سمجھ رکھنے والا ہے، اسی کو عقل کلی کہتے ہیں۔

ذات احدیت کے بعد پہلے مرتبہ پر عقل، دوسرے مرتبہ پر نفس، تیسرے مرتبہ پر ہیولیٰ، چوتھے مرتبہ پر طبیعت، پانچویں مرتبہ پر حرکت، چھٹے مرتبہ پر ہیولیٰ جسمیہ، ساتویں مرتبہ پر افلاک، آٹھویں مرتبہ پر ارکان مفردہ و مرکبہ یعنی آتش، باد، آب، خاک، نویں مرتبہ پر موالید ثلاثہ یعنی جمادات، نباتات اور حیوانات کا مزاج اور دسویں مرتبہ پر انسان، جس طرح دس ۱۰ کے عدد پر گنتی پوری ہو جاتی ہے، اسی طرح صورت مطلقہ بھی صورت انسانی سے کامل ہوتی ہے۔

ذات وراء الوراء نے پہلا تنزل وحدت میں فرمایا، یہ تجلی اجمالی ہے اس میں دو رُخ ہیں بطون وظہور، بطون کا رُخ اطلاق ذات کی جانب ہے اور ظہور کا

رُخ اجمال صفات کی جانب۔

دوسرا تنزل کثرت میں ہوا جس میں اجمال متذکرۂ بالا نے تفصیل اختیار کی، ازروئے ظہور اسماء وصفات، یہ ظہور تفصیلی پورے کمال کے ساتھ آثار وصُورِ حسّی وعینی میں نمودار ہوا، پھر اس تفصیل نے حقیقت آدمؑ میں دوبارہ اجمال اختیار کیا اور اس مرتبہ جامعیت میں آ کر وجود نے اپنے تنزلات کی غایت کو پالیا۔

یہ تو ایک بنیادی ترکیب تھی اس میں بھی اہلِ تصوف کے دہ گروہ ہو گئے ایک نے وحدت وجودی کا اعتقاد قائم کیا۔ اور دوسرے نے جو زیادہ دقیقہ رس تھا وحدت شہودی کا اعتقاد پیدا کر کے ان نقائص سے جو وحدت وجود کے اعتقاد پر وارد ہوتے تھے اپنی دانست میں اپنے اعتقاد کو پاک کیا۔

وحدت وجود وحدت وجود سے مراد چند مقدمات ہیں۔ جن کی ترتیب سے وحدتِ مرتبۂ وجود بطور نتیجہ حاصل ہوتی ہے اس مقصد کے سمجھانے کے لئے چند نظیریں بھی مثل پانی، موج، حباب وغیرہ بیان کرتے ہیں۔ نیز چند اصطلاحات پر اس مقصد کی بنیاد قائم کی ہے۔ جو وحدت، واحدیت ارواح، مثال، شہادت، سے تعبیر کی جاتی ہیں۔ اور چند الفاظ اپنے مطلب کے اظہار کے لئے مقرر

رکر لئے ہیں۔جیسے لاتعین ،تعین اول، صورِعلمیہ اعتبار، لااعتبار، اور تنزلات وغیرہ۔

عقیدۂ وحدت وجود کا مدعا یہ ہے کہ ایک موجود نے تمام مظاہر میں جلوہ کیا ہے، اس عالمِ کون میں صرف ایک بسیط ذات موجود ہے جو نہ کلی ہے نہ جزئی، اس ذات سے بے شمار مختلف اور واقعی مظاہر ظہور میں آتے ہیں اور ہر مظہر پر مختلف آثار واحکام مرتب ہوتے ہیں۔ جو ممکن کہلاتے ہیں۔ اور اس تعین سے قطع نظر جو ذات موجود ہے، وہی واجب الوجود ہے، یعنی ایک مطلق ہستی مختلف شکلوں میں ظاہر ہو رہی ہے، جیسے دریا اپنی روانی میں مختلف لہروں کی شکل میں ظاہر ہوا کرتا ہے۔ حقیقت میں لہر کوئی جداگانہ ہستی نہیں ہے بلکہ دریا کی ہی ایک شکل ہے۔ اسی طرح اس ہستی مطلق کے مختلف مظہروں کو آسمان، زمین، حیوان، انسان وغیرہ ناموں اور جداگانہ تشخصوں سے موسوم کرتی ہیں۔ ورنہ حقیقت میں یہ چیزیں جداگانہ ہستی نہیں ہیں، اسی ایک ذات کے مختلف ظہور ہیں۔ اس عقیدہ کے جو لوگ قائل ہیں وہ ہر ذرّۂ کائنات میں جلوۂ خدا کا کامل ظہور بیان کرتے ہیں۔

وحدت شہود اہلِ تصوّف کے دوسرے گروہ نے اس عقیدۂ وحدت

وجودی کے مقابلہ میں وحدت شہودی کے اعتقاد کا اثبات کیا ہے، توحید شہودی سے مراد چند مقدمات ہیں جن کی ترتیب سے وحدانیت بطور نتیجہ حاصل ہوتی ہے، اس مقصد کو ذہن نشین کرانے کے لئے چند مثالیں جیسے آئینہ عکس، شخص وغیرہ پیش کرتے ہیں۔ اس کی بنیاد بھی چند اصطلات پر مقرر کی ہے۔ جیسے مرتبۂ ذات، حالات ذاتیہ، صفات، اسماء، ظلالِ اسما، لامکاں نیز اپنی غرض بیان کرنے کے لئے چند الفاظ وضع کئے ہیں۔ جیسے اصل، ظل، اصل الاصول، قوس، مرکز، دائرہ، عکوس اسماء، عدمات اعتباریہ، ممکنات وغیرہ ان کا بیان ہے کہ ہر چیز کے مقابل میں اس کی ضد ہوا کرتی ہے۔ مثلاً علم کے مقابلہ میں جہل اور نور کے مقابلہ میں ظلمت، لیکن ایسی ضدیں عدم محض ہوتی ہیں یعنی جہالت علم کا عدم ہے اور ظُلمت نور کا نہ ہونا۔

اسی طرح صفات کاملہ کے مقابل ان کی ضدیں یا اعدام ہوں گے اور ان اعدام نے ہر ایک صفت کے مقابل ہونے کے سبب کسی قدر امتیاز حاصل کرلیا ہوگا مثلاً نہ ہونا ایک مطلق مفہوم ہے اور علم کا نہ ہونا یا قدرت کا نہ ہونا اس مطلق مفہوم کی ممتاز فردیں ہیں۔ ان اعدام ممتازہ پر صفاتِ الٰہی کا عکس پڑا ہوگا۔ جس طرح انسان کا عکس آئینہ پر پڑتا ہے۔ چنانچہ یہ کائنات وہی صفاتِ خداوندی کا عکس یا

سایہ ہیں جن میں اعدام ممتازہ بمنزلہ مادّہ کے ہیں اور عکوس صفات بمنزلہ صورت کے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کائنات وجود اور عدم دونوں کی قابلیت رکھتی ہے۔ اور اسی لئے اس سے خیر وشر دونوں طرح کی صفات ظاہر ہوتی ہیں۔

چھٹی اور ساتویں صدی ہجری میں تصوف نے ایک ہمہ گیر عظمت حاصل کی یوگیان ہند کے علوم قدیمہ سے بہت معتقدات و اعمال اخذ کر کے داخل تصوف کئے گئے اور ایک معجون مرکب تیار ہو گیا۔ دسویں صدی ہجری کے بعد سے تو تصوف ایک طلسم ہوشربا بن گیا۔

سُلوک تصوّف کا دوسرا حصہ سلوک کہلاتا ہے، سلوک کے طریقے بکثرت ہیں، ہر ایک کی تعلیمات جداگانہ ہیں۔ ان تعلیمات کی ابتداء تو اشراق سے ہوئی ہے، مگر اور بھی اِدھر اُدھر کے اعمال وقتاً فوقتاً داخلِ سلوک ہوتے رہے۔

یہ سب طریقے صراطِ مستقیم سے بہت دور ہیں۔ طریقت اسلامیہ سے ان طریقوں کو تعلق نہیں ہے۔ اگرچہ صوفیوں نے تصوف اور سلوک کے جملہ طریق کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کی کوشش بلیغ کی ہے۔ اور اسی کوشش کا نتیجہ ہے کہ اس کو عالمگیر وسعت و شہرت حاصل ہوئی اور سادہ لوح مسلمان اس میں مبتلا ہو

کرتباہی و بربادی کا شکار ہوئے۔

اقسام صوفیہ صوفیائے کرام کی تین قسمیں ہیں۔

اصحاب اصول، اصحاب وصول، اصحاب فضول۔

(۱) اصحاب اصول تو وہ لوگ ہیں جو تصوف کے مباحثِ علمیہ میں بہت غلو رکھتے ہیں، بیشمار اصطلاحیں، بے معنی محاورے اور بعید از قیاس استعارے وضع کر لئے ہیں۔ اس گروہ کو تصوف سے صرف کتابی تعلق ہوتا ہے محض عقلی طبع آزمائیوں کی سعیٔ لاحاصل میں گرفتار ہیں۔

(۲) اصحاب وصول وہ لوگ ہیں جو اعمال و اشغال میں لگے رہتے ہیں وساوس کے ردات اور تخیلات کو تجلّیات اور خوابوں کو مکاشفات گمان کرتے ہیں، مظنوحات کو القا اور اضغاث احلام کو الہام جانتے ہیں۔ اور مریدوں کے سامنے بیان کرتے ہیں۔ اس گروہ نے جملہ ادیان و مذاہب کی وہ چیزیں جو روحانیت سے تعلق رکھتی ہیں اپنے طریقہ میں جمع کر لی ہیں۔

(۳) اصحاب فضول وہ لوگ ہیں جنہیں تصوف وسلوک کی ہوا بھی نہیں لگی، دنیا کمانے کی غرض سے یا پیرزادگی کی شان کے نباہ کی خاطر صوفیانہ وضع

قطع اختیار کر لیتے ہیں۔ان میں بکثرت وہ لوگ ہوتے ہیں جو زندگی کے ہر شعبہ میں ناکامیوں کے طمانچے کھا کھا کر کوچۂ فقر میں آ کر پناہ لیتے ہیں، اور اس روپ کو ذریعہ معاش بناتے ہیں۔ان لوگوں کو عبادات و ریاضات سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا نہ مشاہدات و مجاہدات سے علاقہ، ان کا دارومدار چند شجرے چند مصطلحات صوفیہ، چند تعویز گنڈے، چند وظیفے حاضرات و دست غیب، چند عملیات تسخیر و حب و بغض چند فالنامے اور چند شعبدوں پر ہے۔

ان اصحاب فضول کی گرم بازاری نے بے چارے اصحاب اصول اور اصحاب وصول کی دوکانیں سرد کردی ہیں۔ان لوگوں نے وہ وہ عجیب ترکیبیں مخلوق کو پھانسنے کی نکالی ہیں کہ حیرت ہوتی ہے پڑھے لکھے لوگوں تک کو اپنے جال میں پھانس لیتے ہیں۔

ان لوگوں نے قوائے عملیہ کے تعطل کا نام توکل رکھا ہے۔ خیرات و صدقات کو فتوح کہتے ہیں۔ عقائد متزلزل و متذبذب ، اخلاق تباہ و خراب معاملات پراگندہ اور حالات ناگفتہ بہ، اس پر کوئی تو ولایت کا دعویدار ہے، کوئی غوثیت کا، کوئی قطب ہے، کوئی ابدال ہے، کوتوال سے لے کر بادشاہ تک کے اختیارات ان کو حاصل ہیں۔سادہ لوح مسلمان ان اخوان الشیاطین کے پھندے

میں پھنسے ہوئے ہیں۔

اکثر طالبانِ حق ایک ایسی کتاب کے خواہشمند تھے جس میں تصوف کی آمیزش سے پاک خالص اسلامی طریقت کی تعلیمات ہوں، یہ کام آسان نہیں تھا۔ کیونکہ تصوف کے مسائل طریقت اسلامیہ میں اس طرح مخلوط ہو گئے ہیں جیسے دودھ میں پانی۔ بہرحال تائید ربّانی سے یہ کتاب لکھی گئی۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِااللّٰہِ ط

آستانہ بھوپال اَسَد الرَّحمٰن قدسی

۲۷ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ

اللہ

صراطِ مستقیم

وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

(آل عمران 102:3)

راہِ حق کو صراطِ مستقیم کہتے ہیں۔ ہر مسلمان پانچوں وقت نماز میں اسی راہ حق کا اللہ سے خواستگار ہوتا ہے۔ اهدنا الصراط المستقيم۔

ہر نمازی روزانہ بار بار استدعا کرتا رہتا ہے کہ ہم کو صراط مستقیم کی رہنمائی فرما۔ مگر اس پر غور نہیں کیا جاتا کہ صراطِ مستقیم کیا ہے؟ حق تعالےٰ جل شَانہٗ نے صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کا اشارہ فرما دیا ہے کہ صراطِ مستقیم وہ سیدھی راہ ہے جس پر چلنے والے انعام سے سرفراز فرمائے گئے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ

(سورہ النساء 69:4)

اور جو کوئی اطاعت کرے گا اللہ اور اس کے رسول کی تو اس کو ان کی معیت نصیب ہو گی جن پر اللہ نے انعام فرمایا۔ یعنی انبیاء (النساء ۴:۶۹)

وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؕ

صدیقین، شہداء، صالحین، اور یہ سب اچھے رفیق ہیں۔ (النساء 69:4)

انعام یافتہ وہ لوگ ہیں جو تقرب الی اللہ کی نعمت سے سرفراز ہوئے ہیں۔ جو شخص سچے دل سے اللہ کا فرماں بردار بنے اور فرماں برداری کا جو طریقہ اللہ کے رسول نے بتا دیا اس پر چلے تو اس کو وہ راہ بھی مل جائے گی جس پر چل کر قرب کی نعمت حاصل ہو گی۔

جب یہ معلوم ہو گیا کہ صراطِ مستقیم ان لوگوں کی راہ ہے، جن پر انعام فرمایا گیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ صراطِ مستقیم پر چلنے سے تقرب الیٰ اللہ کی نعمت حاصل ہوتی ہے تو ہر اس شخص کو جو قرب ربانی کا مشتاق ہو لازم ہے کہ اس راہ کی جستجو کرے۔

جس شخص کے دل میں شرک و بدعت کی خفیف سی جھلک بھی ہو گی یا کفر و الحاد کا شائبہ بھی ہو گا وہ کبھی صراطِ مستقیم نہیں پا سکتا۔ اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں

کہ وہ حقیقتیں بیان کر دیں جن پر شرک کی شناخت مبنی ہے۔

(۱) حضرت نبی کریم ﷺ نے جن کافروں کا مقابلہ کیا تھا وہ اللہ کے قائل تھے اور اقرار کرتے تھے کہ وہی خالق، رازق اور مدبر ہے مگر یہ اقرار ان کو زمرۂ اسلام میں داخل نہیں کرتا تھا۔

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ

(یونس31:10)

پوچھو کہ تم کو آسمان اور زمین سے کون روزی دیتا ہے، کان اور آنکھ کس کے قبضہ میں ہیں۔ کون مردہ سے زندہ اور زندہ سے مردہ نکالتا ہے اور کون دنیا کا انتظام چلاتا ہے؟ بے تامل کہیں گے کہ اللہ، کہو کیا تم اس اللہ سے نہیں ڈرتے؟ (یونس ۳۱:۱۰)

(۲) کفار عرب اولیاء کی پرستش کو قرب الٰہی اور شفاعت کا ذریعہ تصور کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اولیاء کی بندگی سے اللہ ملتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ◌

(الزمر 3:39)

جولوگ اللہ کے سوااور ولیوں کو مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس لئے ان کی نیاز کرتے ہیں کہ اللہ کے قریب ہم کو پہنچا دیں گے۔ اللہ ان کے اس اختلاف کا فیصلہ کرے گا۔ اللہ ایسے جھوٹے منکروں کو نیک راہ نہیں دکھاتا۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّـــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ◌

(یونس 18:10)

بعض لوگ اللہ کے سوا ایسوں کی نیاز کرتے ہیں جو انھیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع اور کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ کہو۔ کیا تم اللہ کو آگاہ کرتے ہو۔ کیا اس کو زمین و آسمان کی خبر نہیں؟ اللہ ان لوگوں کے ایسے

مشرکانہ اعتقاد سے پاک وبرتر ہے

(۳) اگلے زمانہ کے مشرکین کا یہ طریقہ تھا کہ وہ راحت اور کشادگی میں اللہ کے سوا اوروں کی بندگی کرتے تھے۔ مگر مصیبت اور تنگی میں صرف اللہ کو یاد کرتے تھے، اور اسی سے امداد طلب کرتے تھے۔

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ

(العنکبوت25:29)

جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو سچے دل سے اللہ کو یاد کرتے ہیں پھر جب بسلامت کنارے پہنچ جاتے ہیں تو شرک کرنے لگتے ہیں۔

وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

(آل عمران3:80)

اللہ تم کو یہ کبھی حکم نہ دے گا کہ تم فرشتوں اور پیغمبروں کو قابل پرستش و بندگی مانو، کیا مسلمان ہونے کے بعد وہ تمھیں کفر کرنے کو کہے گا۔؟

شرک کی شناخت مذکورہ حقیقتوں کی معرفت پر مبنی ہے، اپنے اعتقادات کی

اس سے تصحیح کرو۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ

(البقرۃ165:2)

انسانوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو دوسری ہستیوں کو اللہ کا ہم پلّہ بنا لیتے ہیں، وہ انھیں اس طرح چاہنے لگتے ہیں۔ جس طرح کہ اللہ کو چاہنا ہوتا ہے، حالانکہ جو لوگ ایمان والے ہیں ان کی تو زیادہ سے زیادہ محبّت صرف اللہ ہی کے لئے ہوتی ہے۔

توحید اگر تم نے عابدانہ عجز و نیاز کے ساتھ کسی دوسری ہستی کے سامنے سر جھکایا تو تم بھی ان میں سے ہو جاؤ گے جو اللہ پر ایمان ظاہر کرتے ہیں۔ اور شرک بھی کرتے جاتے ہیں۔

دعا، استعانت، رکوع و سجود، عجز و نیاز، اعتماد و توکُّل اور اسی طرح کے تمام عبادات و اعمال صرف اللہ ہی کے لئے ہونا چاہئیں۔ اگر تم نے اپنی دعاؤں اور عبادتوں میں کسی دوسری ہستی کو خواہ وہ نبی ہو یا ولی شریک کرلیا۔ جیسا کہ اہلِ سلوک

وتصوف کا طریقہ تو گویا تم نے توحید کا اعتقاد درہم و برہم کر دیا۔ اور تم اتقا کے دائرہ سے نکل گئے۔

اس کی الوہیت اور ربوبیت میں کوئی شریک نہیں، اس کا کوئی وزیر و مشیر نہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہر چیز کا دانائے حال ہے خالق کائنات ہے، غرض وہ تمام صفات جن کے ساتھ اس کا وصف کیا گیا ہے، سب اسی کی ذات بے ہمتا کے لئے ہیں۔ وہ ان صفات کا محتاج نہیں ہے بلکہ یہ تمام صفات اسی کے ساتھ قائم بالذات ہیں۔

رسالت چونکہ احکامات الٰہی حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے توسط سے ہم کو ملے ہیں اس لئے ان کی نبُوّت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ جو شخص صرف توحید پر اکتفا کر کے اپنے خودساختہ طریقوں سے عبادت کرے۔ اور انبیاؑء کی ہدایات سے گریز کر کے اس پر علاو اعلیٰ کی لعنت ہوا کرتی ہے۔ اور شیاطین اس کے راہنما ہو جاتے ہیں۔ نبیؑ کا اتّباع ضروری ہے، کہ بغیر ان کی اتباع کے راہِ راست نہیں ملتی، جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اصل دین ایک ہی تھا۔ یعنی اسلام، تمام انبیاؑء اپنے سے پہلے نبی کی تصدیق کرتے رہے۔ جب جب لوگ اپنے پہلے

انبیاؑء کی تعلیمات سے دور ہوتے رہے، تب ہی کسی نئے نبی کا ظہور ہوتا رہا۔ اسی طرح کتب آسمانی بھی ایک دوسرے کی مصدق ہوتی رہیں اور جو کچھ تحریف پہلی کتابوں میں ہوئی اس کی تصحیح کرتی رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم کو سب نبیوں پر ایمان لانا ان کی شریعتوں کو برحق جاننا، ان کی کتابوں کا یقین کرنا اور سب کا ایک ہی دین سمجھنا ہمارا فرض ہے، سب انبیاؑء علیہم السلام اصول دین پر متفق ہیں۔ اصل دین میں کبھی اختلاف نہیں ہوا، حالات و ماحول کے مطابق کچھ احکام و مسائل میں وقتی ضرورت اور قومی خصائص کی بناء پر ردوبدل ہوتا رہا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ ﷺ تک جس قدر انبیاؑء و رسلؑ گزرے ہیں سب کا یہی دین تھا۔ کہ عبادت و استعانت صرف اللہ عزّ وجل کا حق ہے جو باتیں ربُّ العزت کی بارگاہ قُدس کے نامناسب ہیں ان سے وہ منزہ اور پاک ہے، بندوں پر اللہ کا حق ہے کہ اس کی انتہا درجہ کی تعظیم کریں۔ فرشتے اللہ کے بندے ہیں، وہ اس کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے انھیں جو حکم ملتا ہے، اس کی تعمیل بڑی سرگرمی سے کرتے ہیں، اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو مناسب سمجھتا ہے کتاب نازل فرماتا ہے۔ اس کی اطاعت بندوں پر فرض کرتا ہے۔

قیامت کا برپا ہونا، جنت و دوزخ کا ہونا سب حق ہے۔اسی طرح تمام انبیاءؑ علیہم السلام اقسام طہارت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور عبادات میں متفق ہیں نکاح اور حرمت زنا پر متفق ہیں۔ عدل وانصاف قائم کرنے پر متفق ہیں۔ ہر طرح کے ظلم کو حرام بتانے پر متفق ہیں، نافرمانوں پر حدود قائم کرنے میں متفق ہیں۔غرض تمام انبیاءؑ اور ان کی کتابیں، اور ان کی شریعتیں سب ایک دوسرے کے مصدق ہوتے رہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ آخری پیغمبر ہیں۔ اب کوئی نبی آنے والا نہیں، اللہ جل مجدہٗ نے پیغمبروں کی تعداد ہم کو نہیں بتائی۔

مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ

(المؤمن 78:40)

ان میں سے بعض کے حالات تم کو بتائے اور بعض کے حالات نہیں بتائے۔

بہر کیف جو معلوم ہیں اور جو نہیں معلوم وہ سب اللہ کے نبی ہیں ۔ اور دعوائے رسالت میں سچے، ان سب کا ایک ہی دین تھا۔یعنی اسلام پیغمبروں پر ایمان لانے میں یہ بات بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ وہ بھی اللہ کے بندے ہیں۔مگر مقبول اور برگزیدہ بندے۔ ان کو اللہ قادر کے اختیارات میں کچھ بھی دخل نہیں، یہاں تک کے اپنا نفع اور ضرر بھی ان کے اختیار میں نہ تھا۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ

اے پیغمبر لوگوں سے کہدو کہ میرا اپنا ذاتی نفع ونقصان بھی میرے اختیار میں نہیں۔ مگر جو اللہ چاہے۔(یونس 49:10)

وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۠

اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو اپنا بہت سا فائدہ کر لیتا اور مجھ کو کسی طرح کا گزند ہی نہ پہنچتا۔ میں تو ان لوگوں کو جو اللہ پر ایمان لانا چاہتے ہیں دوزخ کا ڈر اور بہشت کی خوش خبری سنانے والا ہوں۔(الاعراف 188:7)

سوائے اس کے کہ پیغمبروں پر وحی نازل ہوتی ہے، اور وہ تبلیغ وحی میں کسی طرح کی خطا نہیں کر سکتے باقی تمام خواص بس ان میں موجود ہوتے ہیں اور اس سے ان کی شانِ رسالت میں کسی طرح کا ضعف لازم نہیں آتا۔ الغرض رسالت ایک مرتبہ ہے۔ بین العباد و بین اللہ، اللہ سے فروتر اور بندوں سے برتر۔

بیعت حضرت ختم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر رسالت ختم ہو چکی اس لئے ختم المرسلین نے تقرب الی اللہ کے لئے رشد و ہدایت کا سلسلہ بیعت کے ذریعہ جاری

فرما دیا۔ رشد و ہدایت کے لئے جو پہلی بیعت لی گئی وہ بیعت رضوان کے نام سے موسوم ہے، صحابہ کرام میں سے جن اصحاب نے بیعت رضوان کی ان میں سے جو اصحاب زیر سایۂ نبوت معتکف ہو کر مجاہدہ میں مشغول ہوئے اور منزل مقصود تک پہنچ گئے، وہ حضرت نبی کریم ﷺ کی طرف سے مجاز قرار پائے تا کہ دوسروں سے بیعت لے سکیں اس طرح بیعت وارشاد کا سلسلہ قائم ہو گیا۔

بیعت رضوان کے بعد بھی مختلف وقتوں میں اکثر صحابہ کرام نے حضرت نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی ان میں سے بھی جو حضرات کامیاب ہوئے وہ مجاز قرار پائے۔

جو اصحاب بیعت کے بعد معتکف ہو کر مجاہدے میں مشغول ہوتے تھے وہ اصحاب صفہ کے لقب سے موسوم ہوئے زمانہ باسعادت میں چار سو اصحاب نے زیر سایۂ نبوت تکمیل مجاہدہ کر کے منزل مقصود تک رسائی حاصل کی اور یہ سب اصحاب مجاز قرار پائے اور ان سب سے سلسلہ بیعت وارشاد جاری ہوا۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا

(الفتح 18:48)

اللہ راضی ہوا مومنین سے جب وہ تم سے درخت کے نیچے بیعت کررہے تھے، پس جوان کے دلوں میں جذبہ تھا وہ اللہ کے علم میں تھا۔ ان پر تسکین اتاری اور انھیں جلد فتح عنایت فرمائی۔

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ بیعت سے اگر وہ جذبہ صداقت و حقّانیت کے ساتھ ہو رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے اور تسکین نازل ہوکر قرب ربّانی کا فتح یاب ہوتا ہے۔

بیعت کی دو قسم ہیں ایک بیعت ہدایت یا بیعت حقیقی ہے، دوسری بیعت ضلالت یا بیعت رسمی ہے، بیعت ہدایت کے متعلق کلام اللہ میں یہ ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ ۚ فَمَنۡ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنۡکُثُ عَلٰی نَفۡسِہٖ ۚ وَ مَنۡ اَوۡفٰی بِمَا عٰہَدَ عَلَیۡہُ اللّٰہَ فَسَیُؤۡتِیۡہِ اَجۡرًا عَظِیۡمًا ﴿۱۰﴾

(الفتح 10:48)

بیشک جو تم سے بیعت کرتے ہیں۔ وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا دستِ قدرت ان کے ہاتھ پر ہے پس جو کوئی بیعت کو توڑے گا تو اس کا وبال اسی پر ہوگا۔ اور جو عہد کو پورا کرے گا اللہ سے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

جب کوئی طالب حق کسی مرشد کامل کے دست حق پرست پر بیعت کرتا ہے تو طالب کو بیعت کے وقت اس امر کا عہد و اقرار کرنا ہوتا ہے کہ وہ شرک و بدعت کی نجاست اور کفر والحاد کی ضلالت سے قطعاً گریز کرے گا اور ہمّت واستقلال سے معمولات طریقہ کی پیروی کرے گا۔ پس جو عہد کو پورا کرے گا مراد کو پہنچے گا۔ جو خلاف کرے گا وہ بھٹکتا پھرے گا۔

مرشد ایسے شخص کو بنایا جائے جو منیب ہو وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ (لقمٰن 15:31) منیب وہ ہے جس کا قلب ذاکر ہو۔ اور جس کا قلب ذاکر نہ ہو اس کی اطاعت منع ہے۔

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا (الکھف 28:18)

اس کے مطیع نہ بنو جس کا قلب ہمارے ذکر سے غافل ہے۔

مرشد کے لئے ولی ہونا بھی ضروری ہے۔

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا

(الکھف 17:18)

اللہ جس کی ہدایت چاہتا ہے اسے کوئی ولی مرشد مل جاتا ہے اور جس کی ہدایت نہیں

چاہتا اسے کوئی مرشد ولی نہیں ملتا۔

چونکہ بکثرت مکار و دغا باز ولایت کے دعوے دار ہیں اور عوام الناس کو شناخت کا سلیقہ نہیں، اس لئے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ واقفیت عامّہ کے لئے ولایت کے آثار وخواص کو بیان کردیں۔ یہ آثار وخواص غیر ولی میں ہرگز نہیں ہوسکتے۔

اعتماد علی اللہ، اتبّاع شریعت، استغنائے کامل، شرافت ونجابت، جرأت و استقامت، غیرت وحمیّت، جود وسخا، جذب قلوب، تاثیر کلام، برکتِ صحبت، دلی آسودگی، نفس وطبیعت کے ساتھ جہاد دائمی اور ماسوائے اللہ سے انقطاع۔

جس شخص میں مذکورہ خواص وآثار نہ ہوں وہ ہرگز ولی نہیں۔ بیعت ضلالت یا بیعت رسمی کے لئے نہ تو طالب کو اتقاء کی تکمیل کی ضرورت ہے نہ مرشد کا منیب اور ولی ہونا ضروری ہے کیونکہ طریقت یا صراطِ مستقیم کے لئے تو یہ بیعت ہوتی نہیں ہے بلکہ یہ تو محض ایک شیطانی مشغلہ ہے، اس کی حقیقت بھی اس خبیر مطلق جلّ شانہٗ نے ارشاد فرمادی ہے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ۝ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ

(البقرہ14:16:18)

یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی، ان کو اس تجارت نے کچھ نفع نہیں دیا نہ انھوں نے راہ پائی، ان کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک شخص نے آگ جلائی اور لوگ اس کی روشنی میں جو اطراف میں پھیل گئی تھی جمع ہو گئے تو اللہ نے اس روشنی کو لے لیا۔ اور آگ بجھ گئی، اب وہ ایسی تاریک میں رہ گئے کہ دیکھ ہی نہیں سکتے، بہرے، گونگے، اندھے اور ایسے کہ اس حال سے لوٹ ہی نہیں سکتے۔

توبہ جب طالب حق کسی مرشد کامل سے تعلیم طریقت یا راہ رشد کے حصول کے لئے اطاعت کا معاہدہ کرتا ہے تو مرشد پہلے طالب سے توبہ کراتا ہے، کیونکہ مجاہدہ کی ابتداء توبہ سے ہوتی ہے۔

اَسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ

(الھود 52:11)

پہلے استغفار کرو یعنی اپنی تمام خطاؤں کی معافی مانگو پھر توبہ کرو کہ آیندہ کوئی خطا نہ کریں گے ۔ یہ گذشتہ خطاؤں کی معافی مانگنا اور آیندہ خطا نہ کرنے کا عہد کرنا صدق وخلوص کے ساتھ ہونا چاہیئے ،تا کہ تم پر موسلا دھار رحمت برسائی جائے اور قوّت پر قوّت بڑھائی جائے کہ پھر تم خطاوار ہی نہ ہوسکو، اور تا حیات بہترین فوائد حاصل ہوتے رہیں۔

يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى (الھود 3:11)

جب مرشد کامل کے دستِ حق پرست پر طالب صادق صحیح توبہ کر چکتا ہے تو مجاہدہ کی تعلیم کی جاتی ہے۔

مجاہدہ دو چیزوں پر مشتمل ہے، ایک تزکیہ نفس دوسرے تصفیہ قلب ۔تزکیہ نفس کے لئے اخلاق ومعاملات میں احکامِ شرعی کے بموجب عمل کرنا خواہشاتِ نفس کی پیروی نہ کرنا۔حلال روزی پیدا کرنے کے لئے جائز وسائل مہیا کرنا اور ہر

کام میں افراط وتفریط سے بچ کر مطابق فرمانِ نبویﷺ اعتدال ومیانہ روی اختیار کرنا لازمی امور ہیں۔

تصفیہ قلب کے لئے عبادات کی بجا آوری اور سرگرمی کے ساتھ معمولات طریقہ کی پیروی ضروری ہیں۔

تزکیہ نفس جس طرح نجاسات اور میل کچیل جسمانی امراض کا سبب ہوتے ہیں اسی طرح اخلاق ومعاملات کی خرابی سے نفسانی امراض پیدا ہوتے ہیں اس لئے اخلاق کی درستی اور معاملات کی صفائی کی کوشش ہمیشہ جاری رکھنا چاہیئے، نفس وطبیعت کے ساتھ دائمی جہاد کی ضرورت ہے۔ جب غفلت ہوگی طاطنی امراض پیدا ہوں گے،

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۙ

(النزعٰت 40:79)

اور جو ڈرا کہ ایک دن اللہ کے حضور حاضر ہونا ہوگا اور اسخوف سے ہوائے نفس سے اجتناب کیا اس کی جگہ بے شک جنت ہوگی۔

نفس کے دو رُخ ہوتے ہیں۔ ایک ظُہور کی طرف دوسرا بطون کی طرف، ظُہور کی طرف جو رُخ ہوتا ہے اس سے عادات رذیلہ و خصائل ذمیمہ پیدا ہوتے ہیں اور بطون کے رخ سے ادہام ناقص اور وسواس فاسد پیدا ہوتے ہیں۔ ظاہر کی اصطلاح اطوار و اوصاف کو اسلامی اخلاق کے ساتھ آراستہ کرنے سے ہوتی ہے، اور باطن کی اصلاح افکار عالیہ و اشغالِ شریفہ سے ہوتی ہے، اس لئے طالبِ حق کے لئے اشد ضروری ہے کہ وہ بڑی ہی سرگرمی کے ساتھ تزکیۂ نفس کرے، لیکن اعتدال کو ہر حال میں ملحوظ رکھے۔

اللہ جلّ شانہٗ تم پر کسی طرح کی تنگی کرنی نہیں چاہتا۔ وہ تو تم کو صاف سُتھرا رکھنا چاہتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ تم پر اپنا احسان پورا کرے، تا کہ تم اس کے شکر گزار بندے بنو۔

خواہشات نفسانی کو روکنے کے لئے طریقت اسلامیہ کی تعلیمات نہایت معتدل اور مفید ہیں۔ نفس کو بگاڑ ڈالنا تزکیہ نہیں، حق سبحانہٗ تعالیٰ نے جہاں تزکیہ کا حکم دیا ہے نفس کو بگاڑنے اور تباہ کرنے کی ممانعت بھی فرمائی ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا (الشّمس 9-10:91)

اس نے فلاح پائی جس نے تزکیہ نفس کیا اور وہ گمراہ ہوا جس نے اپنے نفس کو بگاڑ دیا۔

جس طرح زیادہ خوری سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اسی طرح ترکِ غذا سے سخت عوارض لاحق ہوتے ہیں۔اہل حق نے رفتہ رفتہ بھوکے رہنے کی عادت ڈال لی ہے۔وہ جسم کو قائم رکھنے کی ضرورت سے زائد کھانے کو کبھی پسند نہیں کرتے زیادہ خوری سے باز رہتے ہیں اتنا ہی کھاتے ہیں جو بدن کی قوّت کو فی الجملہ قائم رکھے۔اس بات میں اصحاب طریقت نے بہت سرچشمے پائے ہیں اور ایسا کرنا صحت وتندرستی کے لئے بھی نہایت ضروری ہے،سنت یہ ہے کہ شکم کے تین حصّے قرار دئے جائیں،ایک حصّہ کھانے سے ایک حصّہ پانی سے اور ایک حصّہ سانس کو آزادی سے آنے جانے کے لئے خالی چھوڑا جائے ،اکثر اصحابِ طریقت ہفتہ میں ہمیشہ ایک دو روزے رکھتے ہیں۔چلّہ میں تو روزہ لازمی ہے،بغیر چلّہ کے بھی اگر روزہ اکثر رکھا جائے تو بہتر ہے ، غذا ہمیشہ سادہ اور ہلکی زود ہضم کھانی چاہیئے ،ثقیل اور مرغّن غذا اچھی نہیں۔

جس طرح زیادہ سونے سے حواس معطلؔ ہوتے ہیں اسی طرح بالکل نہ سونے سے خلل دماغ پیدا ہوتا ہے۔شب بیداری کے لئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ اول عشاء پڑھ کر سو جانا چاہیے۔اور آدھی رات کے بعد اٹھ کر تہجد طولِ قرأت اور خشوع کے ساتھ پڑھنا چاہیے اور کے بعد ذکر قلبی میں فجر کی نماز تک مشغول رہیں دن کا سونا

مضر ہے, گرما میں دوپہر کے وقت تھوڑی دیر کے لئے سو جائیں۔ زیادہ سونے سے بعض بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

افراط وتفریط سے بچ کر اعتدال کے ساتھ تزکیہ کرنا مستحسن ہے، اسی کے ساتھ ورزش بھی اشد ضروری ہے جو مناسب سمجھیں ورزش کریں اس سے سستی اور کاہلی دور ہو کر چستی اور جولانی پیدا ہوتی ہے، ورزش نہ کرنے سے اکثر بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

چلّہ کشی

مجاہدہ کا بڑا رکن چلّہ کشی ہے، سب سے اہم اور بے حد ضروری رکن ہے اس کے بغیر مجاہدہ مکمل ہی نہیں ہوسکتا۔ چلّہ کشی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مخصوص چیزوں میں سے ہے، تمام اولیاء اللہ اسی کی برکت سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ چلّہ کو اربعین کہتے ہیں۔ اسی کے ساتھ اعتکاف بھی ضروری ہے۔ چلّہ چالیس دن کا ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے **من اخلص لِلّٰہ تعالیٰ اربعین صباحاً ظهرت له ينا بيع الحكمة علىٰ لسانه من قلبه**

چلّہ کشی میں تین چیزوں کی نگہداشت اشد ضروری ہے، یعنی زبان دہن

اور سانس کی محافظت جو طالب زبان ، دہن (شکم) اور سانس کی پوری طرح حفاظت ونگرانی پر قابو نہ پاسکے گا۔اس کی کامیابی محال ہے۔

زبان کی محافظت یہ ہے کہ بے ضرورت کلام نہ کرے اور جو کچھ کلام کرے اس میں ایک لفظ بھی جھوٹ نہ بولے۔

دہن اور شکم کی محافظت یہ ہے کہ مکروہ، ناپاک، مشتبہ اور ناجائز اکل و شرب سے کامل احتیاط کے ساتھ پرہیز کرے۔

سانس کی محافظت یہ ہے کہ اللہ کے ذکر سے کوئی سانس خالی نہ ہو۔

ہر طالب صادق کو یقین کے ساتھ جاننا چاہیئے کہ بغیر مجاہدہ اور تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کے اصلاح باطن محال ہے، محض علوم ظاہری سے کمالات باطنی حاصل نہیں ہوا کرتے، اگر ظاہری علوم ہی صلاح وفلاح کا ذریعہ ہوتے تو تمام اہلِ علم عارفانِ حق ہو گئے ہوتے۔

اصحابِ طریقت کے نزدیک انسان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ معقولات اور منقولات کے محدود دائرہ سے نکل کر مشہودات کے میدان میں قدم نہ رکھے اور یہ دولت بغیر مجاہدہ کے حاصل ہوتی نہیں ہے۔

فرائض عبودیت انسان دو چیزوں سے مرکب ہے جسم اور روح ، ان دونوں کے فرائض کی بجا آوری کا نام عبودیت ہے۔

جسمانی ضروریات سے چشم پوشی کر کے محض روحانی ضروریات کی تکمیل کرنا یا روحانی ضروریات کو پسِ پُشت ڈال کر محض جسمانی ضروریات کی تحصیل میں مشغول ہونا گویا خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

مسلمان پورا مسلمان اسی وقت ہوتا ہے جب کہ وہ ظاہر و باطن دونوں فرائض کی صحیح انجام دہی کے قابل بنے۔

مسلمان کو جہاں ایک مرد صالح اور عابد شب زندہ دار ہونا ضروری ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی بالکل ضروری ہے کہ وہ ایک بہادر سپاہی اور ایک کاروباری آدمی ہو۔ جس جس طرح فرائض عبودیت میں کوتاہی ہوگی۔ اسی طرح حصول کمالات سے محرومی ہوگی۔ اس لئے فرائض عبودیت کی بجا آوری ہی تکمیل مجاہدہ کی ضامن ہے۔ کاہل و ناکارہ فقیروں نے اپنی مفت خوری کے عیب کو چھپانے کے لئے دنیا اور کاروبار دنیا کو نہایت مکروہ قرار دیا ہے اور اپنے متبعین کو بھی خیرات خور اور بھیک منگا بنانے کی سعی کی ہے۔ اگر درحقیقت دنیاوی کاروبار ایسے ہی راہ حق

میں حارج ہوتے جیسا کہ یہ مکار بیان کرتے ہیں۔تو صحابہ کرام اوراولیاءاللہ سب ہی لنگوٹ بند قلندراورگلیم پوش صوفی ہوتے۔حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ تمام انبیاءعلیہم السلام کسب معاش کرتے تھے۔اوراپنے امّتیوں کوکسب معاش کے جائز وسائل کی ہدایت فرماتے تھے، چنانچہ انبیاء واولیاء میں سے کسی کا بھی غرقی پوش تارک الدنیا ہونا ثابت نہیں۔

صوفیہ کی غلط تعلیمات سے عوام الناس کے احساسات مردہ ہو گئے ہیں۔ آج سب سے بڑا ولی وہ سمجھا جاتا ہے، جو سب سے زیادہ ننگ دھڑنگ ہو۔سب سے زیادہ کفر بکتا ہو۔سب سے زیادہ بے غیرت اور بے حس ہو جس قوم کے روحانی پیشوااس شان کے ہوں اس کی ذلت کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔

فرائض عبودیت کی بجا آوری کے لئے حسب ذیل امورضروری ہیں۔

(۱) عقائد کی تصحیح کر کے شرک جلی وخفی سے اعتقادات کو پاک کرنا۔

(۲) عبادات جسمانی وروحانی صحیح اور مسنون طریقہ سے بکمال مستعدی ادا کرنا۔

(۳) اخلاق کی درستی اور معملات کی صفائی۔

(۴) فرقہ بندی سے احتراز کر کے ہر مسلمان کا احترام کرنا۔خواہ کسی گروہ سے اس کا تعلق ہو۔

(۵)روزی کے لئے جائز وسائل اختیار کرنا اور سرگرم کوشش سے حلال روزی مہیا کرنا۔

(٦)رسم ورواج کی پابندی ترک کر کے اسلامی طور وطریق کا پیرو ہونا۔

سپاہیانہ اور مردانہ طرزِعمل اختیار کرنا اور خوش باش زندگی بسر کرنا۔

(۷)اپنی آمدنی سے ایک مناسب حصّہ ان مستحق مَسَاکین کو دینا جو درحقیقت معذور ہیں اور سخت احتیاج مند ہیں۔

اگر تم نے عقائد کی تصحیح کے بعد اپنے اخلاق کی درستی کر لی اور معاملات میں صفائی پیدا کر لی تو گویا تم نے اتّقا کا مرتبہ حاصل کرلیا۔ پھر تم نے عبادات کی بجا آوری اور معمولات طریقہ کی سرگرم پیروی میں کوتاہی نہ کی اور نہایت محنت اور مستعدی سے روزی کے جائز وسائل میں لگ گئے اور احتیاج مندوں کی امداد کرتے رہے تو یقین رکھو ہر طرح کی سعادت وفلاح سے بہرہ اندوز ہوکر جہاں تک تم میں استعداد واہلیت ہوگی رفعت حاصل کرسکو گے اور ہر طرح کی شادمانیوں اور کامرانیوں سے سرفراز ہوکر طمانیت قلبی کی نعمت اور قرب ربانی کی دولت سے مشرف ہوجاؤ گے۔

معمولاتِ طریقہ

طریقت میں بطور دوام واستمرار کے تین چیزوں کا استعمال ہوتا ہے۔

ایک ذکر، دوسرے فکر، تیسرے مُراقبہ

یہی تین امور معمول ومختار ہیں۔

ذکر۔ ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ایک ذکر قلبی، دوسرا ذکر لسانی

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ''آگاہ رہو کہ اللہ کے ذکر ہی سے قلوب مطمئن ہوتے ہیں۔''(الرعد28:13)

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے ذکر ہی سے اطمینانِ قلب حاصل ہوتا ہے۔

ذکر قلبی کیا چیز ہے اور کس طرح کیا جاتا ہے۔حق تعالےٰ فرماتا ہے

اُذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ اللہ کا ذکر اس طرح کرو۔جیسی کہ اللہ نے تم کو تعلیم کی ہے۔(البقرۃ239:2)

اللہ نے ہم کو کیا تعلیم کی ہے جس کے بموجب ذکر کریں؟ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ

فرماتا ہے۔

فَاذْكُرُوا اللهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۭ اللہ کا اس طرح ذکر کرو جس طرح اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے شدید تر۔(البقرۃ 200:2)

اس آیت شریف سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ کا ذکر بیحد محبت اور نہایت عظمت کے ساتھ کرنا چاہیئے۔

ذکر قلبی کا کیا طریقہ ہے۔اور کس طرح قلب سے ذکر کیا جاتا ہے؟ اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے۔

اُذْكُرُوا اللهَ كَمَا هَدٰىكُمْ اللہ کا اس طرح ذکر کرو جیسی کہ تم کو اللہ نے ہدایت کی ہے۔(البقرۃ 188:2)

اللہ نے ذکر قلبی کے طریقہ کی ہم کو کیا ہدایت فرمائی ہے؟ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۭ اسم اللہ کا ذکر کرو اور اس کے ساتھ جٹ جاؤ جو جٹنے کا حق ہے۔(المزمل 8:73)

جٹنا کیا چیز ہے اور یہ کس طرح ہوتا ہے؟ حق سبحانہٗ تعالےٰ فرماتا ہے۔

لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ

جٹنا اس حالت کا نام ہے جس میں اللہ کا ذکر کرتے وقت دنیاوی کاروبار حارج نہیں ہو سکتے۔ یعنی کاروبار بھی جاری رہتے ہیں اور ذکر اسم اللہ بھی جاری رہتا ہے۔

اِن آیات شریفہ میں ذکر قلبی اور پاس انفاس کی تعلیم وہدایت فرمائی گئی ہے۔

ذکر قلبی حضرت رسول کریم ﷺ نے اپنے صحابہؓ کرام میں سے جن اصحاب کو طریقت کی تعلیم فرمائی ان سے برابر سنداً ذکر قلبی و پاس انفاس کا طریقہ آج تک چلا آرہا ہے۔ ان چیزوں کی عملی تعلیم باخدا لوگوں کی صحبت اور اولیاء اللہ کی خدمت سے حاصل ہوتی ہے۔

بعد نماز تہجد دوزانو بیٹھ کر لب و دندان و چشم بند کریں سانس کو اسطرح کھینچیں جیسے کوئی چیز سونگھتے ہیں، پھر اسم اللہ کو دل میں بمد دراز پڑھیں اور چشم باطن سے اسم اللہ کو اس طرح دیکھیں کہ دل کی فضاء میں لکھا ہوا ہے سانس کو اتنی دیر روکیں جس سے کوئی حبس یا تنگی نہ پیدا ہو۔ جب سَانس بے تکلّف نہ رُک سکے آہستہ آہستہ چھوڑ دیں۔ پھر اسی طرح کھینچ کر اسم اللہ کو دل میں بمد دراز پڑھیں۔ فجر کی نماز تک ذکر قلبی میں مشغول رہنا چاہیئے، زبان کو بالکل حرکت نہ ہو۔ محض

کتاب میں پڑھ کر مرشد سے عملی تعلیم حاصل کئے بغیر مشغول ہونا خطرہ سے خالی نہیں۔

جب مسنون اور صحیح طریقہ سے ذکر قلبی کیا جاتا ہے اطمینان قلبی میسر ہوتا ہے مکروہات دنیاوی سے خود بخود تنفر ہونے لگتا ہے اور قلب انوار معرفت سے پرنور ہوجاتا ہے، ہر طرح کے وسواس وخطرات نابود ہوجاتے ہیں اور چند ہی روز میں کشود باطن شروع ہوجاتا ہے۔

پاس انفاس

وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً وَّدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ

(الاعراف205)

ہردم اللہ کا ذکر اپنے نفس میں کرتے رہو، چپکے چپکے زبان کے ساتھ پکار کے نہیں، یعنی زبان سے الفاظ کے ساتھ نہیں بلکہ سانس کی آمدورفت کے ساتھ کیونکہ اس طرح سانس کے ساتھ ذکر کرنے سے تمہاری ظاہری اور باطنی غفلت دور ہوگی، اور تم بیدار دل ہوجاؤ گے،

پاس انفاس کا طریقہ یہ ہے کہ جو سانس اندر داخل ہو اس میں اسم اللہ بغیر زبان کی حرکت کے پڑھا جائے اور جو سانس باہر نکلے اسمیں ھُوْ اسی طرح ہر سانس

اللہ پڑھتی ہوئی اندر داخل ہو اور ھُوْ کہتی ہوئی باہر نکلے جب ذکر قلبی قائم ہو کر پاس انفاس جاری ہو جاتا ہے تو پھر کاروبار حارج نہیں ہوتے بلکہ نیند میں بھی ذکر جاری رہتا ہے۔

ذکرلسانی اسماء حسنٰی، تسبیحات اور تلاوت کلام اللہ ذکر لسانی کے لئے مخصوص ہیں۔ پہلے ذکرِ لسانی ہی پر استقامت حاصل کیجائے۔ پھر ذکر قلبی کی طرف متوجہ ہوں۔

روزانہ صبح و شام اسماء حسنٰی ایک ایک بار پڑھے جائیں اور تہجد کی نماز پابندی کے ساتھ اختیار کی جائے۔ اگر حافظ ہوں تو مسلسل قرآن مجید پڑھیں ہر رکعت میں تین آیت یا ایک رکوع، اگر حافظ کلام اللہ نہ ہوں تو ہر دو رکعت میں آیت الکرسی اور آیۂ نور اس طرح پڑھیں کہ بعد فاتحہ اول رکعت میں آیۃ الکرسی اور دوم رکعت میں آیۂ نور اور بعد نماز تہجد یہ آیۂ شریفہ ۷۰ بار پڑھیں

حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

(التوبہ 129:9)

اس کے بعد ستر بار کلمۂ استغفار پڑھیں، اور فجر کی سُنّت و فرض کے درمیان سورۂ

فاتحہ شریف ۷ بار پڑھیں۔ عشاء کی نماز کے بعد درود شریف پڑھتے رہیں حتّٰی کے سو جائیں۔ جب نیند سے بیدار ہوں ایک ایک بار کلمہ تمجید اور کلمہ توحید پڑھیں۔ جو لوگ حافظ قرآن نہ ہوں، وہ روزانہ صبح تلاوت کریں بقدر طاقت وفرصت اور ترجمہ پر غور کرتے جائیں۔

فکر فکر سے دماغ کے دریچے کھل جاتے ہیں، اور باب مشاہدہ وا ہوتا ہے۔ ذکر کے ساتھ فکر کی ہدایت بھی فرمائی گئی ہے، اسی لئے طریقت میں فکر ایک بڑا قوی رکن ہے۔

یہ بات انسان کے وجدانی احساس کے خلاف ہے کہ وہ نظامِ کائنات میں فکر کرے اور ایک وحدہٗ لاشریک ذات کا یقین اس کے اندر نہ پیدا ہو

حق سُبحانہٗ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ہماری فکر کے لئے بہت سے راستے اور طریقے تعلیم فرمائے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ضمیر کو مخاطب کر کے وجدان و احساس کی گہرائیوں سے جواب طلب فرمایا ہے:-

وہ کون ہے جو یہ تمام کائناتِ قدرت اور کارخانۂ خلقت اس نظم ونگرانی کے ساتھ چلا رہا ہے؟

وہ کون ہے جسنے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور جسنے پانی برسایا پھر خوشنما و دلفریب باغ اُگا دیئے۔ حالانکہ تمہارے بس کی یہ بات نہ تھی؟

وہ کون ہے جس نے زمین میں دریا جاری کر دیئے اور پہاڑ بلند کئے؟

وہ کون ہے جو بیقرار دلوں کی پکار سُنتا ہے۔ جب وہ اسے پکارتے ہیں؟

وہ کون ہے جو جنگلوں اور دریاؤں کی تاریکیوں میں تمہاری رہنمائی کرتا ہے؟

وہ کون ہے جو بارانِ رحمت سے پہلے خوش خبری دینے والے ہوائیں چلا دیتا ہے؟

وہ کون ہے جو تمھیں روزی دے رہا ہے؟

کیا تم نے یہ بھی سوچا کہ یہ پانی جس پر تمہاری زندگانی کا دارو مدار ہے تم برساتے ہو یا ہم برساتے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اسے تلخ کر دیں۔ پھر یہ کیا ضروری نہیں ہے کہ تم ہمارے اس احسان کا شکر ادا کرتے رہو؟

اے لوگو! اللہ نے اپنی جن جن نعمتوں سے تمھیں فیضیاب کیا ہے ان میں فکر کرو اور سوچو کہ کیا اللہ وحدہٗ لاشریک کے سوا بھی کوئی دوسرا ہے جو تمھیں ایسی ایسی نعمتیں عطا فرما رہا ہے، جن کو تم شمار بھی نہیں کر سکتے نہیں نہیں، کوئی معبود نہیں مگر

وہی ایک ذات۔

یقیناً یہ اللہ ہی کی قدرت ہے کہ وہ دانے اور گٹھلی کو شق کرتا ہے اور اس سے ہر چیز کا درخت پیدا کرتا ہے، وہ زندہ کو مردہ چیز سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے، بیشک وہی تمہارا پروردگار ہے، سوچو! وہی پردۂ شب چاک کر کے صبح کی روشنی نمودار کرتا ہے۔ وہی ہے جس نے رات کو راحت وسکون کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ اور وہی ہے کہ اس نے سورج اور چاند کی گردش ایسی درستگی کے ساتھ قائم کر دی کہ حساب کا معیار بن گئی ہے،

اور یہ بھی اسی کی کارسازی ہے کہ خشکی اور تری کی تاریکیوں میں تم ستاروں سے راہ پاتے ہو۔ کیا یہ کائناتِ ہستی بیکار و عبث ہے۔ اور کیا تم ہماری طرف لوٹنے والے نہیں۔

اللہ ایک ہے۔ اس کے سوا کوئی دوسرا نہیں، اسی کی ایک ذات ہے جو اپنی رحمت کی بخشائشوں سے فیضیاب کرتی ہے، آسمانوں اور زمیں کے پیدا کرنے میں، اور رات دن کے اختلاف میں، اور کشتی میں جو تمہاری کاربرآریوں کے لئے دریا میں چلتی ہے، اور بارش میں جسے اللہ آسمانوں سے برساتا ہے اور اس سے زمین مرنے کے بعد جی اٹھتی ہے، اور اس بات میں کہ ہر قسم کے جانور زمین میں

منتشر کر رکھے ہیں۔ اور ہواؤں کے چلنے میں اور بادلوں میں جو آسمان و زمین کے درمیان اللہ کے حکم سے رُکے ہوئے ہیں۔ سوچنے والوں کے لئے بڑی ہی نشانیاں ہیں۔

عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں اور خود ان کے نفس میں دکھائیں گے، یہانتک کہ ان کو منکشف ہو جائے گا کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہی حق ہے۔ کیا تمہاری تسلی کو یہ کافی نہیں کہ تمہارا معبود ہر چیز کا شاہدِ حال ہے؟

مذکورۂ بالا ہدایات ربّانی سے معلوم ہوا کہ فکر طالب حق کے لئے اشد ضروری ہے طریقت میں فکر فی الآفاق کو اصطلاحاً فکر کہتے ہیں۔ اور فکر فی الانفس کو مراقبہ۔ فکر سے آیات اللہ مشاہدہ ہوتی ہیں اور مراقبہ سے کشفِ حقیقت ہوتا ہے۔

جب ذکر قلبی قائم ہو کر پاسِ انفاس جاری ہو جاتا ہے تو ذاکر مذکور کا متلاشی ہوتا ہے۔ اور فکر اسم سے مسمیٰ کی جویا ہوتی ہے۔ اسی جستجو کو مراقبہ کہتے ہیں۔

مراقبہ جو لوگ ہدایت الٰہی کے بموجب ذکر و فکر کرتے ہیں، ان کے متعلق اللہ جل شانہٗ ارشاد فرماتا ہے۔

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ

ہم اپنی نشانیاں انھیں دکھائیں گے۔ آفاق میں بھی اور خود ان کے نفس میں بھی۔ یہاں تک کہ ان کو مُنکشف ہوجائیگا کہ اللہ ہی حق ہے۔

یعنی ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کے اسماء و صفات کا ہی سب میں ظہور ہے، چنانچہ اس وعدۂ ربّانی کا اس طرح ظہور ہوتا ہے کہ طالب کو پہلے ایک نور عطا فرمایا جاتا ہے۔ جس سے مردہ دلی دور ہوکر زندہ دلی پیدا ہوتی ہے جسے حیاتِ روحانی کہتے ہیں۔

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ

(الانعام 122:6)

بھلا وہ شخص جو مردہ تھا۔ ہم نے اسے زندہ کیا۔ اور اس کو ایک نور عطا کیا۔ اس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے، کیا اس جیسا ہوسکتا ہے جو تاریکی میں پڑا ہو۔ جس سے نکل نہیں سکتا۔

جب ذاکرین کو نور عطا فرما دیا جاتا ہے تو اسماء حسنیٰ کی تجلی ہونے لگتی ہے ایک ایک اسم متجلی ہوتا ہے۔ اسماء کی تجلّی کے بعد عالم ملکوت منکشف ہوتا ہے صفات سے مشرف کئے جاتے ہیں۔ ہر رہرو کے ساتھ یہی معاملے پیش آتے ہیں اور ہر

طالب کو بقدر حوصلہ وظرف نوازا جاتا ہے۔ ان مکاشفات سے وہ حقیقتیں مشاہدہ ہوتی ہیں جن پر ایمان وایقان کی بنیاد ہے۔

اسماء وصفات حق سبحانہٗ تعالیٰ کی معرفت اس کے اسماء وصفات کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ ذات کسی عبارت کے مفہوم سے ادراک نہیں کی جاسکتی اور کسی اشارہ کے معلوم سے سمجھ میں نہیں آسکتی، عقول وفہوم کے ادراک سے بلند وبالا ہے۔ اس میں فکریں اپنا کام نہیں کرسکتیں۔ علم اس کی کنہ کو دریافت نہیں کرسکتا۔

تجلیات اسماء اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اسماء حسنٰی اسی کے لئے ہیں۔

لِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا اسی کے لئے اسماء حسنٰی ہیں۔ پس ان پاک ناموں سے اس کو پکارو (الاعراف 180:7)

لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اسی کے اسماء حسنٰی کی تسبیح آسمانوں اور زمین میں سب پڑھتے ہیں۔ (الحشر 24:59)

طریقت میں اسماء حسنٰی کی تسبیح خاص چیز ہے۔ اللہ کے اسماء حسنٰی تو بیشمار ہیں مگر بندوں کو ۶۷۔ اسما بتائے گئے ہیں۔ اور ان ہی ۶۷ ناموں کی تسبیح پڑھنے کی

ہدایت کی گئی ہے۔ ان میں ایک اسم ذات ہے اور ۶۶ صفاتی اسم ہیں بندے اپنے رب کی جن صفات کو پہچان سکتے ہیں اتنی ہی صفات کے ناموں سے آگاہ کیا گیا ہے۔ اس سے زیادہ اسماء وصفات انسان کی محدود عقل میں نہیں سما سکتے،

صفات ربّانی اسماء حسنٰی سے معلوم ہوتی ہیں، جب اسم ذات کا مراقبہ ذکر قلبی کے ساتھ کیا جاتا ہے تو چند روز میں ایک روشنی پیدا ہوتی ہے اور اسماء حسنٰی متجلّی ہوتے ہیں۔

پہلے اسم ذات اللہ متجلّی ہوتا ہے۔ انوار الٰہی بندہ کا احاطہ کر لیتے ہیں۔ پھر اسم رَحْمٰنُ متجلی ہوتا ہے، تمام موجودات میں رحمت کے آثار سرایت کئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں پھر جب اسم رحیم کی تجلّی ہوتی ہے بخشائش عام ہر ذرّہ میں فیض رساں معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک ایک اسم متجلّی ہوتا ہے اور صفات ربّانی کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ جس ترتیب سے اسماء متجلّی ہوتے ہیں اسی ترتیب سے ہم نے تسبیح کے لئے اسماء کو لکھا ہے سب کے آخر میں اسم قیُّوم متجلّی ہوتا ہے۔ اس تجلی میں اسماء حسنٰی کی پوری تجلّی ہوتی ہے، اور بندہ کو مقامات قرب کی طرف ترقی دی جاتی ہے

اسماء حسنٰی کی تسبیح فجر وعصر کی نماز کے بعد پڑھی جاتی ہے، تسبیح پڑھتے وقت ایک ایک اسم پورے سکون کے ساتھ صاف ادا کریں۔

اسماءِ حسنٰی

یٰا اَللّٰهُ	یٰا رَحْمٰنُ	یٰا رَحِیْمُ	یٰا مٰلِکُ	یٰا قُدُّوسُ	یٰا سَلَامُ
یٰا مُؤمِنُ	یٰا مُهَیمِنُ	یٰا عَزِیْزُ	یٰا جَبَّارُ	یٰا مُتَکَبِّرُ	یٰا خَالِقُ
یٰا بَارِئُ	یٰامُصَوِّرُ	یٰا بَدِیْعُ	یٰا قَادِرُ	یٰا حَفِیْظُ	یٰا قَوِّیُ
یٰا رَبُّ	یٰا اَحَدُ	یٰا صَمَدُ	یٰا وَاحِدُ	یٰا قَهَّارُ	یٰا وَهَّابُ
یٰا رَزَّاقُ	یٰا فَتَّاحُ	یٰا غَفَّارُ	یٰا اَوَّلُ	یٰا اٰخِرُ	یٰا ظَاهِرُ
یٰا بَاطِنُ	یٰا نُوْرُ	یٰا عَلِیْمُ	یٰا شَهِیْدُ	یٰا حَکِیْمُ	یٰا لَطِیْفُ
یٰا خَبِیْرُ	یٰا سَمِیعُ	یٰا بَصِیْرُ	یٰا حَلِیْمُ	یٰا غَفُوْرُ	یٰا شَکُوْرُ
یٰا عَلِیُّ	یٰا عَظِیْمُ	یٰا کَرِیْمُ	یٰا رَؤُفُ	یٰا کَبِیْرُ	یٰا مَجِیْدُ
یٰا وَدُوْدُ	یٰا قَرِیْبُ	یٰا مُجِیْبُ	یٰا حَقُّ	یٰا وَلِیُّ	یٰا حَمِیْدُ
یٰا وَکِیْلُ	یٰا قَدِیْرُ	یٰا تَوَّابُ	یٰا عَفُوُّ	یٰا غَنِیُّ	یٰا جَامِعُ
یٰا رَقِیْبُ	یٰا مُقِیْتُ	یٰا حَسِیْبُ	یٰا بَرُّ	یٰا وَاسِعُ	یٰا حَیُّ

یٰا قَیُّوْمُ اسْتَجِبْ دَعْوَتِیْ بِاَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی وَبِاَعْظَمِ اَسْمَائِکَ

اسمِ اعظم عام طور سے اسم اعظم کی نسبت مختلف قیاسی باتیں مشہور ہیں، جن کی کوئی اصلیت نہیں ہے، درحقیقت اسماء حسنٰی میں سے ہر اسم اسمِ اعظم ہے۔

جب استقامت کے ساتھ روزانہ صبح و شام اسماء حسنٰی کی تسبیح پڑھی جاتی ہے اور پابندی کے ساتھ نماز تہجد اور دیگر معمولات طریقہ اختیار کئے جاتے ہیں تو تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کے بعد اسمائے حسنٰی میں سے کسی ایک اسم کے ساتھ مناسبتِ تام ظہور میں آتی ہے، وہی اسم اس شخص کا پرورش کنندہ اور اس کے لئے اسم اعظم ہوتا ہے۔

تصرّفات شیطانی

جو لوگ اللہ جل مجدہٗ کے تعلیم و ہدایت فرمائے ہوئے طریقہ سے ذکر و فکر و مراقبہ کرتے ہیں۔ ان کے لئے حق سُبحانہٗ تعالیٰ ایک فرشتہ متعیَّن فرما دیتا ہے جو شیطان کو بھگاتا اور اس کے تصرفات کو روکتا رہتا ہے اس لئے طالبانِ حق کو جو صحیح طریقہ سے راستہ چل رہے ہوں شیطان اور شیطانی تصرُّفات کا خطرہ ہی نہیں۔

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ (مجادلہ 22:58)

یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھدیا ہے اور روح سے ان کی تائید کی ہے،

یعنی ان کے دلوں میں اسم اللہ لکھدیا گیا ہے، جس پر ایمان کی بنیاد ہے، اور روح سے تائید کی یعنی فرشتہ متعیّن کر دیا گیا ہے جو شیطانی حملوں سے بچاتا اور حفاظت کرتا ہے۔ جب ذکر قلبی قائم ہو کر پاس انفاس جاری ہو جاتا ہے تو بحالتِ مراقبہ صفحۂ قلب پر اسم اعظم اللہ لکھا ہوا چشم باطن سے نظر آنے لگتا ہے۔

طالبانِ حق کو اللہ مجدہٗ کے تعلیم فرمائے ہوئے طریقہ پر ہی عمل کرنا چاہیئے کہ اس میں کوئی خطرہ نہیں ہے اور جن طریقوں کی اللہ نے ہدایت نہیں فرمائی ان سے پرہیز کرنا چاہیئے کہ ان میں قدم قدم پر خطرہ ہے۔

صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ

(الانعام 153:6)

میری راہ سیدھی ہے اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ یہ تم کو اللہ کے راستہ سے متفرق کر دیں گے۔

جو لوگ مسنون طریقہ پر ذکر و فکر و مراقبہ نہیں کرتے بلکہ خود ساختہ طریقوں پر عمل کرتے ہیں جیسا کہ یوگیوں، اشراقیوں، راہبوں اور صوفیوں میں مروج ہیں تو ان پر ایک شیطان مسلط ہو جاتا ہے جو وسواس و خطرات پیدا کرتا رہتا ہے یا کبھی اپنے

تصرفات کے جلوے دکھاتا ہے۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ

(الزخرف 43:37-36)

جو کوئی اسم اللہ کے طریقہ میں تحریف کرے اور اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ سے آنکھ چرائے اس کے لئے شیطان مقرر ہے، جو ہر وقت ساتھ رہتا ہے اور ایسے غلط راہ چلنے والوں کو جو خود ساختہ طریقوں پر چلتے ہیں ان کے شیطان انکو سیدھی راہ چلنے سے روکتے ہیں اور یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم جس خود ساختہ طریقہ پر چل رہے ہیں یہی سیدھا راستہ ہے

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ

(ال عمران 3:86)

اللہ ان لوگوں کو کیوں ہدایت فرمائے جو خود ہی کفر کی طرف گئے ہیں حالانکہ اس سے پہلے وہ ایماندار تھے رسول کو برحق جانتے تھے اور نشانیاں دیکھ چکے تھے اللہ ایسے گمراہوں کو ہدایت کیوں فرمانے لگا۔ بلکہ ایسے گمراہوں پر جو سیدھا

راستہ چلتے چلتے گمراہی کی طرف ہو گئے اور خود ہی اپنی خرابی کا سامان کیا ایک ایک شیطان چھوڑا جاتا ہے جو اور گمراہی میں معاونت کرتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّا اَرْسَلْنَا الشَّیَاطِیْنَ

کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم گمراہوں پر شیطانوں کو چھوڑتے ہیں۔ جو ان کی طرف گمراہی کا القا کرتے ہیں۔

اِنَّ الشَّیَاطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ

ان ہی شیطانی الہامات پر اپنی تعلیمات اور اپنے معتقدات کی بنیاد رکھتے ہیں۔ خود گمراہ ہوتے ہیں دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں۔

شیطانی تصرفات کی بکثرت اقسام ہیں۔ ہر فرقہ میں علٰیحدہ علٰیحدہ قسم کے تصرف کرتا ہے۔ غیر اسلامی اور خود ساختہ طریقوں پر عمل کرنے والے شاغلین دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک تو وہ ہیں جو ذی علم اور عالی ظرف ہوتے ہیں ان میں تصرف اس طرح کرتا ہے کہ پہلے تو شکوک وشبہات پیدا کرتا ہے پھر براہین و دلائل سُجھاتا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اپنی قوت کے جلوے بھی دکھاتا جاتا ہے۔ حتّٰی کہ عقائد کو جن پر کہ ایمان کی بنیاد ہے خراب کر ڈالتا ہے اور کافر و مشرک بنا چھوڑتا ہے، اکثر سالکوں کو ایسے دھوکے دیتا ہے اور ایسی عجیب و غریب تجلّیات دکھاتا ہے

کہ وہ حیران ہو جاتے ہیں۔ اور آخر کہیں راہ نہیں پاتے۔ کسی پر انوار کے ساتھ متجلّی ہوتا ہے اور کہتا ہے، میں اللہ ہوں پھر اس پر ایسے معانی القا کرتا ہے جو سراسر کفر شرک پر مبنی ہوتے ہیں۔ کبھی کہتا ہے کہ اللہ کل وجود کی حقیقت نہیں ہے اور کیا تم وجود حق سے نہیں ہو اور کیا حق تمہاری حقیقت نہیں ہے، وہ لوگ کہتے ہیں بیشک سب کی حقیقت وہی حقیقت الحقائق واجب الوجود ہے۔ پھر کہتا ہے جب تم حقیقت الحقائق واجب الوجود سے ہو تو پھر تم ہی تم ہو۔ کیونکہ اللہ تمہاری حقیقت ہے۔ پھر الہامات و انکشافات کی بہاریں دکھاتا ہے اور آخر کو نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ مختلف مخلوقات کو مظہر کبریا تصوّر کر کے خالق و مخلوق میں تمیز نہیں کر سکتے اور ہمہ اوست کا دم بھرنے لگتے ہیں۔ پھر جب یہ اعتقاد منتہی کو پہنچتا ہے تو شرک کا باعث ہوتا ہے۔

شاغلین میں دوسری قسم وہ لوگ ہیں جو بے علم یا کم علم اور کم ظرف ہوتے ہیں ان میں شیطان اس طرح تصرف کرتا ہے کہ پہلے ان کو اپنے اعمال پر فریفتہ کر دیتا ہے، پھر وہ کسی ہدایت قرآنی کو قبول نہیں کرتے جو کچھ شیطان ان کے دل میں ڈالتا ہے اسی پر عمل کرتے ہیں۔ پھر ان کے دل میں ڈالتا ہے کہ جو عمل تم کر رہے ہو اس کا ہزارواں حصہ بھی اگر لوگ کریں تو نجات پا جائیں۔ ریاضات میں

کمی کرو اور آرام لو، پھر جب وہ آرام طلب ہو جاتے ہیں تو ان کو معصیت کی رغبت دلاتا ہے، اور کہتا ہے اللہ غفور الرَّحیم ہے، پھر جب وہ معصیت کی طرف مائل ہو جاتے ہیں تو کہتا ہے، ذاتِ انسان ایک بحرِ بے پایاں توحید کا ہے اس میں ہر چیز پاک ہو جاتی ہے، ان کے نزدیک کوئی گناہ گناہ نہیں رہتا اور وہ زندیق ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ انچہ درکان نمک رفت نمک شُد، گویا بخیالِ خویش نمک ہو جاتے ہیں۔ حرام کو بھی حلال سمجھتے ہیں، پھر ان زندیقوں میں سے جس کے پاس خلق خُدا کا ہجوم زیادہ ہوتا ہے تو شیطان اس کے جسم میں سرایت کر جاتا ہے، اس کی حالت دیوانوں اور مجنونوں کی سی ہو جاتی ہے، پھر اس کو لوگوں کی بعض پوشیدہ باتیں بھی بتا دیتا ہے، تاکہ وہ لوگوں سے کہے اور لوگ اس ولی اللہ بزرگ سمجھیں، پھر جب یہ شیطان زدہ لوگوں کی نظروں میں خدا رسیدہ مجذوب یقین کیا جانے لگتا ہے اور دور دور سے مخلوق آنے لگتی ہے تو اپنی شیطنت کا جَال بچھاتا ہے اور شرک و بدعت پھیلا دیتا ہے ذی ہوش اور تعلیم یافتہ لوگ بھی ان شیطان زدہ پاگلوں سے فیض کفر حاصل کرنے لگتے ہیں۔

صحابہ کرام میں کوئی مجذوب نہیں ہوا۔ تابعین اور تبع تابعین میں بھی کسی مجذوب کا وجود نہیں کیونکہ طریقت کی تعلیم بموجب ہدایت ربّانی جیسی حضرت ﷺ

نے اپنے صحابہ میں فرمائی اسی طرح تابعین کو پہنچی، اوران سے تبع تابعین کو ملی، اس صراط مستقیم میں شیطان کا کہاں گذر، اس لئے کوئی مجذوب نہیں ہوا، دوسری صدی ہجری میں بعض شوقین لوگوں نے اہلِ حق وطریقت اولیاء اللہ کے فیوض و برکات دیکھ کرخود بھی ان جیسا بننا چاہا تعلیم تو ان بزرگان طریقت سے حاصل کی نہیں اِدھر اُدھر کے مذاہب باطلہ کی سُنی سنائی باتوں پر اور کچھ اپنی ذہانت سے خودساختہ طریقے وضع کر کے عمل شروع کر دیا اور شیطان کو تصرُّف کرنے کا پورا موقع مل گیا۔ چنانچہ طرح طرح کے اذکار واشغال اور قسم قسم کے مراقبات واعمال اختراع ہو گئے، کہیں برزخ کی مشاقی ہے کہیں تزرخ کی، کوئی فنافی الشیخ ہے، کوئی فنافی الرسُول، کوئی لطائف کی سیر کر رہا ہے کسی کو کسی کو مشاہدہ ذات ہو رہا ہے، کوئی سلوک طے کرر ہا ہے۔ کوئی مقامات گن رہا ہے، کوئی حلقہ وتوجہ میں وقت برباد کرر ہا ہے، کوئی حَال وقال میں تضیع اوقات، یہ سب امور تصرفات شیطانی کا نتیجہ ہیں۔ لوگ عمریں انہی خرافات میں گذار دیتے ہیں غرض تمام مذاہب باطلہ و ادیان ناقصہ کی تعلیمات جمع کر کے گمراہی اختیار کی ہے۔

طالبان حق کو کامل احتیاط کے ساتھ وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جو مستند اور مستحق ہو۔ ورنہ صوفیانہ طریقوں پر عمل کرنے سے سوائے تباہ حالی اور گمراہی کے

کچھ حاصل نہ ہوگا۔جیسا کہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔

طاغوتیت اسی سلسلہ میں طاغوتی اعتقاد کا تذکرہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔صوفیہ تو اس اعتقاد کا بانی ہی ہیں مگر غیر صوفی بھی اس اعتقاد کے گرویدہ ہیں۔ اور عامّہ مومنین میں بھی یہ اعتقاد پھیلتا جاتا ہے۔اب تو طاغوتیات کا ایک مستقل فن بن گیا اور اس کے احکام و مسائل جداگانہ مرتب ہو گئے ہیں۔قسم قسم کے مراقبات اور طرح طرح کے اعمال و اشغال وضع ہو کر شرک و بدعت کا باقاعدہ قانون تیار ہو گیا ہے۔

طاغوتیت سے مراد قبر پرستی ہے، اس مذہب قبر پرستی کا بہت پرانے زمانوں سے وجود چلا آتا ہے، اور تمام گذشتہ امتوں میں اس طاغوتی عقیدہ کے لوگ موجود رہے ہیں۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(پ14النحل35:16)

ہم نے ہر ایک امّت میں رسول بھیجا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور قبر پرستی سے باز رہو۔

اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ تمام امتوں میں شیطان نے قبر پرستی کا سبق پڑھایا تھا۔ جس کے انسداد کے لئے انبیا علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے اب کوئی نبی آنے والا نہیں۔ اور امت محمدیہ میں گروہ صوفیہ نے طاغوتی اعتقاد پھیلا دیا ہے۔ ایسی صورت میں سدِّ باب کی کونسی راہ ہوسکتی ہے سنو! علام الغیوب نے اپنے نبی آخر الزماں خاتم الانبیاء ﷺ پر وہ کتاب نازل فرمائی جو امام مبین اور ہدیٰ و نور ہے۔ آخر زمانہ تک یہ کتاب رہے گی اور ہر فتنہ کا انسداد اسی کتاب سے ہوتا رہیگا۔ چنانچہ قبر پرستی کے باب میں یہ امام مبین ڈنکے کی چوٹ یہ فرمان ربّانی سنا رہا ہے۔

قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

(پ3 البقرۃ 2:256)

گمراہی سے ہدایت الگ ظاہر ہوچکی پس جو کوئی قبر پرستی سے تنفر کے ساتھ دور بھاگے اور اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ پر ہی ایمان رکھے تو گویا اس نے ایک مضبوط رسی تھام لی جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں ہے، اللہ ہی ہر فریاد کو سنتا ہے اس

کے سوا کوئی اور فریاد سننے والا نہیں اور اللہ ہی دلوں کے سب ارادے جانتا ہے کوئی دوسرا دلوں کا حال جاننے والا نہیں،

تم مرے لوگوں کو اپنی پکار نہیں سنا سکتے اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى

(النمل 80:27) اور

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ

(فاطر 14:35)

تم مردوں کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنتے نہ تمہاری دعا قبول کر سکتے قیامت کے دن وہ تمہارے اس مشرکانہ فعل پر نفرت کا اظہار کرینگے،

وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ (فاطر 22:35)

جو قبروں میں ہیں وہ تمہاری کوئی بات نہیں سُن سکتے،

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ (یونس 106:10)

ماسوا اللہ کو نہ پکارو جو تمہارا نفع و نقصان کو کچھ نہیں کر سکتے

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ

(الزمر 36:39)

کیا اللہ اپنے بندوں کو کافی نہیں؟ اور یہ گمراہ لوگ تم کو ماسوئ اللہ سے ڈراتے ہیں (تا کہ تم بھی ارواح مردگان سے خوف زدہ ہو کر مثل ان گمراہوں کے قبر پرست ہو جاؤ) جس کو اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی ہادی نہیں (جیسا کہ ان طاغوتی لوگوں کا حال ہے) کیا تم ماسوئ اللہ سے ڈرتے ہو؟

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ (النمل 52:16)

تم ہرگز ان لوگوں کی باتوں پر توجہ نہ کرو یہ تو ماسوا اللہ کی عبادت کرتے ہیں

يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (یونس 18:10)

اور کہتے ہیں کہ یہ ارواحِ مردگان اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ

حالانکہ اللہ کے سوا کوئی حامی نہیں نہ کوئی سفارشی ہے (یونس 18:10)۔

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ

اللہ کے سوا کوئی معین و مددگار نہیں، (الانعام 70:6)

مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ

پس جو چاہے اپنے پروردگار کی راہ اختیار کرے کہ یہی سیدھی راہ ہے

(العنکبوت 22:20)

فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا (المزمل 19:73)

قبر پرستی کا اعتقاد کفر ہے جو لوگ اس عقیدے کو دوست رکھتے ہیں ان کو یہ عقیدہ ایمان کی روشنی سے نکال کر کفر کی تاریکیوں میں ڈالتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ

(البقرۃ 257:2)

مقبرون اور مزاروں پر چلّہ کش ہونا۔ منّتیں ماننا، چڑھاوے چڑھانا یا اور اسی طرح کی حرکات کرنا سب کفر ہے۔ اور اہلِ قبور کو حاجت روا سمجھنا شرک ہے، قبروں پر نذر و نیاز کرنا بدعت ہے۔ یہ کہنا کہ ہم تو محض تعظیم کرتے ہیں تاویل اور حیلہ ہے، کفارِ عرب اور دیگر امتوں کے قبر پرست بھی ایسی ہی تاویلیں اور حیلے کیا کرتے تھے۔

قبروں پر مراقبے کرنا، وظیفے پڑھنا اور مشق تصوُّ رات کرنا سراسر ضلالت و گمراہی ہے، اور یہ کہنا کہ ہم کو مکاشفات ہوتے ہیں اور انوار نظر آتے ہیں اور

کیفیات پیدا ہوتی ہیں یہ سب محض ڈھونگ ہے۔اس کی حقیقت یہ ہے کہ سرنگوں بیٹھنے سے خون کی گردش و روانی میں ایک غیر معمولی حرکت ہوتی ہے جس سے ابخرات آنکھوں کے پردوں میں آکر کبھی روشنی کبھی دھواں دھار اندھیرا پیدا کر دیتے ہیں ان بخارات کا نام صوفیہ کی اصطلاح میں کیفیات اورعوام کی اصطلاح میں فیوض وبرکات ہے۔ان بخارات میں کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ واہمہ ومتخیلہ اشکال وصور پیدا کر دیتا ہے۔یا کبھی شیطان تصرف کر کے کوئی جلوہ دکھا دیتا ہے۔ کشف اسی کا نام ہے۔طاغوتی مکاشفات کی حقیقت بس اسی قدر ہے جو بیان کی گئی،

اب رہا کشف قبوراور کشف ارواح، یہ عالم مکاشفہ سے تعلق رکھتا ہے، جو انشراح صدر کے بعد اولیاء اللہ پر منکشف ہوا کرتا ہے جس کو تصوُّف کی ملحدانہ تعلیمات سے دور کا بھی علاقہ نہیں۔

انشراح صَدر

طریقت میں انشراح صدر اہم چیز ہے اسی کو روشن ضمیری کہتے ہیں‘ شرح صدر کے اُجالے میں ہی صراطِ مستقیم نظر آتی ہے اور طالب منزلِ مقصود تک پہنچتا ہے، ذکر و فکر و مراقبہ کا نتیجہ اور مجاہدہ کا ثمرہ انشراحِ صدر ہے، اس کے بعد ہی تجلیات ربّانی کا ظہور ہوتا ہے، اور طالب مقاماتِ قرب میں سے کسی مقام پر اپنی استعداد و صلاحیت اور اپنے حوصلہ و ظرف کے مطابق فائز ہوتا ہے۔

ہر طالب کو چاہیئے کہ جب تک انشراح صدر کی نعمت سے شرفیاب نہ ہو، روزانہ صبح و شام اسماء حسنیٰ کی تسبیح پڑھنے کے بعد یہ دُعا پڑھا کرے

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي

پروردگار میرا انشراح صدر فرما اور راہ کی مشکلیں میرے لئے آسان فرمادے۔(طٰہٰ 20:26-25)

جس شخص میں شرک و بدعت کی خفیف سی جھلک یا کفر و الحاد کا شائبہ بھی ہوگا وہ انشراح صدر کی نعمت سے مشرف نہیں ہوسکتا۔

طریقت کی غرض و غایت یہ ہے کہ انسان صحیح معنی میں مسلمان بنے سچے

مسلمان کی تعریف یہ ہے کہ اس کے عقائد میں کفر والحاد کی خفیف سی جھلک بھی نہ ہو۔ اس کی عبادات شرک و بدعت سے پاک ہوں، اس کے اخلاق و عادات شریفانہ ہوں اور اس کی ہستی کسی کے لئے بھی بارِ خاطر نہ ہو۔

پس ہر وہ شخص جو طریقت کا شائق ہو پہلے اپنے عقائد صحیح کرے، پھر عبادات میں صلحاء کی اتباع کرے۔ اور ساتھ ہی ساتھ

اپنے اخلاق و معاملات کی اصلاح بھی کرتا جائے۔ جب مذکورہ تعریف کے مطابق اپنا حال ہو جائے تو حق تعالیٰ جل شانہٗ کا شکر ادا کرے۔ اور سرگرم سعی کے ساتھ حلال روزی پیدا کرنے کے جائز وسائل کی جستجو کرے۔

دنیا کی راحتیں اور نعمتیں انسان ہی کے لئے ہیں۔ ان سے بے تعلق ہونا کفرانِ نعمت ہے، تقرب الی اللہ کی عزت سے وہی لوگ مشرف ہوتے ہیں جو نعمتوں کی بیقدری نہیں کرتے

طریقت کی تکمیل کے لئے مجاہدات و ریاضات ضروری ہیں مگر اسی حد تک جس کی شریعتِ اسلام نے اجازت دی ہے۔

اصحاب طریقت جن کو صلحا کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے چار گروہ پر منقسم ہیں۔

۱۔اتقیا ۔وہ اصحاب ہیں جو اپنے عقائد کوشرک و بدعت اور کفر والحاد کی نجاست سے پاک کر کے مراتب اتقاا خلاص وتو کل ،صبر وقناعت ایثار وخلوص اور تسلیم و رضا کی تکمیل میں سرگرم سعی ہیں۔

۲۔ازکیا ۔ یہ وہ اصحاب ہیں جو تصحیح عقائد و تکمیل اتقا کے بعد تزکیۂ نفس کے لئے سرگرم عمل ہیں۔سفاہت ،غرور، کینہ، ریا اور ہوس شہرت کی بیخ کنی کر کے عبادات واذ کار میں مشغول ہیں۔

۳۔اصفیا۔یہ وہ اصحاب ہیں جو اتقا اور تزکیہ کی تکمیل کر کے تصفیہ قلب کے لئے جدو جہد کرتے ہیں۔

۴۔اولیاء۔یہ وہ اصحاب ہیں جو اتقا وتزکیہ وتصفیہ کے مراحل و منازل طے کر کے انشراح صدر کی نعمت سے مشرف ہو کر مقامات قرب میں سے کسی مقام پر فائز و متمکن ہیں۔یہی حضرات ارشادو ہدایت پر مامور ہوتے ہیں

دنیاوی کاروبار کبھی تعلیمات طریقت کی پیروی میں حارج نہیں ہوتے معاشرت ومعیشت ،اخلاق ومعاملات ،اورتعلقات باہمی انسانی زندگی کے اجزاء ہیں ان سے کس طرح گریز کیا جاسکتا ہے۔

اسلام میں راہبانہ زندگی کی ممانعت ہے۔اصحاب صفّہ جوسب سے کنارہ

کش ہوکر چلّہ کشی کرتے تھے اس سے یہ مطلب نہیں کہ وہ تمام علائق دنیاوی سے بے نیاز ہوکر تارک الدنیا ہو جاتے تھے کیونکہ ایسا کرنا تعلیماتِ اسلام اور سنت نبوی کے خلاف ہے۔ بلکہ چلّہ کشی کا یہ مطلب تھا کہ مجاہدات وریاضات سے اپنی اصلاحِ حَال کرکے صحیح معنوں میں اتبّاعِ سنَّت کا نمونہ بنیں۔

خِلافِ پیمبر کسے رہ گزید، ؎
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

خاص اعمال

ہر چند کہ طریقت سے فن عملیات کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ ایک جدا گانہ چیز ہے، جس کو نجوم، جفر، اور حکمت اشراقیہ کے ماہرین نے وضع کیا ہے۔

طریقت اسلامیہ میں تصوّف کے مخلوط ہو جانے کے باعث عام طور سے اصحاب طریقت کو فن عملیات کا ماہر بھی سمجھا جانے لگا۔ چنانچہ لوگ جس کو اہلِ طریقت سے سمجھتے ہیں اپنی ضرورتوں میں اس سے رہبری کے خواستگار ہوتے ہیں زیادہ تر بچوں کی بیماریوں میں جھاڑ پھونک کی جستجو ہوتی ہے پڑھے لکھے لوگوں میں بھی بجائے علاج معالجہ کے تعویذ گنڈے کی تلاش ہوتی ہے، دیندار گھرانوں میں بھی یہ رغبت پائی جاتی ہے اکثر لوگ مشکلات و مصائب میں تعویذات وعملیات کے جویا ہوتے ہیں اور اپنی غرض پوری ہونے اور مراد بر آنے کیلئے ہر مشرکانہ و متبدعانہ فعل وعمل کو قبول کر لیتے ہیں۔ اس لئے بعض شائقین طریقت کی خواہش تھی کہ تعلیمات طریقت کے سَاتھ وہ ضروری اعمال بھی لکھے جائیں جن کی اکثر ضرورت پیش آتی ہے جو ہر طرح کے شرک و بدعت سے پاک، صحیح اور مستند و مجرب

ہوں۔

بزرگوں کے تجربہ کئے ہوئے خاص اعمال قرآنی لکھے جاتے ہیں کوئی صاحب فیض رسانی کی دوکان نہ لگا بیٹھیں، اپنی اور اپنے متعلقین کی ضرورتوں میں ان اعمال سے نفع حاصل کریں۔ یہ اعمال صرف اس لئے لکھے جاتے ہیں کہ فریب کاروں کا شکار نہ ہوں، اور شرک وفسق سے بچیں،

(۱)

(الشوریٰ 12:42)

(الشوریٰ 19:42)

(الذاریٰت 58:51)

روزانہ ۷۰ بار پڑھنے سے رزق میں کشادگی ہوتی ہے ہر طرح کی تنگی اور پریشانی

سے نجات ملتی ہے۔ راحت و شادمانی حاصل ہوتی ہے، سکونِ خاطر نصیب ہوتا ہے، نامعلوم اسباب سے تمام ضروریات مہیا ہوتی ہیں اور ایسی نعمتیں میسر ہوتی ہیں جنکا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔

(۲)

کوئی مرد یا عورت خفقان، مراق، مالیخولیا یا اختناق میں مبتلا ہو تو عرق بید مشک میں زعفران گھول کر کلک کے قلم سے سفید کاغذ پر لکھیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ

(الاعراف 201:7)

مرد کے گلے میں ڈالیں عورت کی چوٹی میں باندھیں۔

(۳)

ہر قسم کے بخار کے لیئے عرق بید مشک و زعفران سے کاغذ پر لکھیں:-

ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ (البقرة 178:2)

گلے میں ڈالیں اور اسی کو سات بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلائیں اور ہر قسم کے درد کیلیئے خواہ کسی حصّہ جسم میں ہو سات بار پڑھ کر مقام درد پر پھونکیں۔

(۴)

هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

(النفال 8:53-62)

اگر دو شخصوں میں نا اتفاقی ہو یا میاں بیوی کے تعلّقات خوشگوار نہ ہوں تو ۷۰ بار پڑھ کر کسی شیریں چیز پر دم کریں اور دونوں کو کھلائیں۔

(۵)

کسی کو بدخوابی ہوتی ہو بھیانک اور ڈراؤنے خواب نظر آتے ہوں یا بچّے نیند میں چونک پڑتے ہوں تو بید مشک و زعفران سے لکھ کر سرھانے تکیہ میں رکھیں:-

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

(یونس 10:64)

(۶)

(۷۱)

اگر کوئی خبیث یا مفسد درپئے آزار ہو۔ تو اس کا دھیان کر کے جب تک خبث وفساد کا خطرہ رہے روزانہ ۷۰ بار پڑھیں:-

(الرعد 25:13)

(۷)

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَٰكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۝ فَتَعَٰلَى ٱللَّهُ ٱلْمَلِكُ ٱلْحَقُّ ۖ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ ٱلْعَرْشِ ٱلْكَرِيمِ ۝ وَمَن يَدْعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ لَا بُرْهَٰنَ لَهُۥ بِهِۦ فَإِنَّمَا حِسَابُهُۥ عِندَ رَبِّهِۦٓ

(المومنون 115:23)(طٰ 116:23)(المومنون 117:23)

کسی کی بیماری مزمن ہو اور کسی علاج سے فائدہ نہ ہوتا ہو یا آسیب وسحر کا شک ہو تو بید مشک وزعفران سے لکھ کر مریض کے سرھانے لٹکا دیں۔

(۸)

اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ

شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ

(الراعد 8:13)

کسی عورت کا حمل ساقط ہو جاتا ہو یا بچّہ پیدا ہو کر مر جاتا ہو تو رنگے ہوئے کچے سوت کے ۹ تار پاؤں کے انگوٹھے کے ناخن سے پیشانی کے بالوں تک ناپیں۔ اس کا گنڈہ بنا کر ۹ گرہ لگائیں ہر گرہ لگاتے وقت ایک بار مذکورہ آیۃ کریمہ پڑھ کر پھونکیں۔ جب ۹ گرہیں لگ جائیں تو ذیل کی آیۃ کریمہ ۹ بار پڑھ کر گنڈھ پر پھونکیں

وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا

یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ

(فاطر 11:41)

گنڈہ کو عورت کے پیٹ پر باندھیں۔ ولادت کے وقت گنڈہ کھول دیں۔

(۹)

درد زہ جب شروع ہو تو چرچٹہ کی سالم جڑ پر ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ (عبس

(20:80

ایک ہی سانس میں سات بار پڑھ کر دم کریں۔اور کچے سوت میں جڑی کو باندھ کر پیٹ پر اس طرح باندھیں کہ جڑی ناف پر رہے۔جیسے ہی ولادت کے آثار ظاہر ہوں جڑی کا گنڈہ کھول لیں۔

(۱۰)

کسی کے اولاد نہ ہوتی ہو تو ۸۰ چھواروں پر ذیل کی آیات کریمہ ۷۰ ستر بار پڑھ کر دم کریں۔رات کو سوتے وقت روزانہ ایک خرما مرد کھائے۔اور ایک خرما عورت کھائے۔چالیس دن تک۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ۝
لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۙ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ
خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ
مَّهِيْنٍ ۚ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ
وَالْاَفْـِٕدَةَ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝

(۱)الفرقان54:25)(۲)(اشوریٰ42:50-49)(السجدہ32:6تا9)

(۱۱)

چیچک سے حفاظت کے لئے چاندی یا تانبے کی لوح پر یہ آیۃ کریمہ کندہ کرالیں
حسبنا اللہ ونعم الوکیل (آل عمران3:173)
لوح کو موم جامہ کی جھلّی میں سی کر بچوں کے گلے میں ڈال دیں۔

(۱۲)

نظر بد سے اور بلیّات سے حفاظت کیلئے زعفران بید مشک میں گھول کر کلک کے قلم سے لکھیں۔
وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ
(البقرۃ2:255)

موم جامہ میں سی کر بچوں کے گلے میں ڈالیں۔

(۱۳)

لڑکیوں کا نصیبہ کھلنے کیلئے ایک سونے یا چاندی کے جگنو پر جمع کے دن کندہ کرائیں۔

نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ (النور24:35)

سیاہ ریشم کے ڈورہ میں پروکر گلے میں ڈالیں

(۱۴)

آنکھوں میں روشنی پیدا ہونے کیلئے ہر وضو کے بعد تین بار یہ آیۃ کریمہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے کے ناخن پر پھونکیں اور آنکھوں پر پھیریں۔

یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ (النور24:25)

(۱۵)

کوئی بچّہ غبی الذہن ہو تو تین دانہ مغز فندق تین عدد کشمش اور ایک سیاہ مرچ پر بعد نماز فجر یہ آیۃ کریمہ سات بار پڑھ کر دم کریں۔

(۱۵)

الرَّحۡمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ﴿۲﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ ۙ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ الۡبَیَانَ

(الرحمٰن 55:1 تا 3)

علی الصباح بچے کو کھلائیں ۴۰ دن تک

(۱۶)

کسی عورت کے دودھ میں کمی ہو تو شہد خالص پر ذیل کی آیت کریمہ ۷۰ بار پڑھ کر دم کریں

وَ اَنۡهٰرٌ مِّنۡ لَّبَنٍ لَّمۡ یَتَغَیَّرۡ طَعۡمُهٗ ۚ وَ اَنۡهٰرٌ مِّنۡ خَمۡرٍ لَّذَّۃٍ لِّلشّٰرِبِیۡنَ ۚ

روزانہ علی الصباح ایک تولہ شہد گائے یا بھینس کے ایک پیالی نیم گرم دودھ میں ملا کر عورت کو پلائیں جب کافی مقدار میں دودھ اترنے لگے تو شہد کا استعمال بند کردیں (محمد 15:47)

(۱۷)

وَ الۡقَمَرَ قَدَّرۡنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ کَالۡعُرۡجُوۡنِ الۡقَدِیۡمِ

گمشدہ چیز ملنے کے لئے ایک صاف ٹھیکری پر کوئلے سے لکھ کر کسی وزنی پتھر کے نیچے دبا دیں۔ (یٰسین 39:36)

(۱۸)

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰى اَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

(الانعام 60:6)

کافوراورزعفران گلاب میں حل کر کے کلک کی قلم سے لکھیں اور سرہانے تکیئے میں رکھ لیں۔سوتے وقت درود شریف پڑھتے ہوئے سویا کریں بعض ہونے والے امور خواب میں معلوم ہوجایا کریں گے،

(۱۹)

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

۷۰ بار روزانہ پڑھنے سے مراتب میں ترقی ہوتی ہے مخالف و بدخواہ ذلیل ہوتے

ہیں۔ رعب و غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ ہر شخص عزت و محبت کی نظر سے دیکھتا ہے۔(المومن15-16:40)

رمضان المبارک کی ۲۷ ویں شب میں ۹۹۹ بار پڑھنے سے یہ وصف پیدا ہو جاتا ہے کہ اسم پاک رفیع الدرجات کا نقش جس امر کے لئے
بھی لکھا جائے اس میں کامیابی ہوتی ہے۔نقش رفیع الدَّ رجات بہت کثیر الخواص ہے۔اور ہر جائز کام میں مفید و نفع بخش ہے

۹۹۹

۳۳۶	۳۲۹	۳۳۴
۳۳۱	۳۳۳	۳۳۵
۳۳۲	۳۳۷	۳۳۰

۹۹۹

اس نقش معظم کو چاندی کی انگشتری پر ۲۷ ویں تاریخ ماہ رمضان المبارک میں صبح کے وقت کندہ کرالیں۔

یہ انگشتری جس شخص کے پاس ہوگی وہ ہر بلا و آفت سے بچیگا۔جس گھر میں ہوگی وہاں خیر و برکت ہوگی۔جس باغ یا کھیت میں آویزاں کر دی جائے۔

پیداوار میں افزودگی ہوگی۔ جس مریض کے سرہانے رکھدی جائے بامراللہ شِفا پائے۔

غرض بیشمار خواص ہیں۔ ہر حال اور ہر کام میں اللہ جلّ شانہٗ کی طرف توجہ رکھیں اور اسی سے استعانت کے خواستگار رہوں،

وَالسَّلَامُ علیٰ من اتَّبع الھدیٰ وَعلیٰ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْن۔

آستانہ بھوپال قدسی

مفید کتابیں

صراطِ مستقیم کے مطالعہ کے بعد اِن کتابوں کا پڑھنا بہت مفید ہوگا۔

اطمینانِ قلبؔ:- اس کتاب میں یہ مضامین ہیں۔

مقدمہؔ۔ حمدؔ۔ توحیدؔ۔ طاغوتیتؔ۔ نورؔ۔

ایمانؔ۔ قنوتؔ۔اسلامؔ۔ طریقتؔ۔ اتّقاؔ۔ مراتب اتقاؔ۔ وسیلہؔ۔ مجاہدہؔ۔ تزکیۂ نفس۔ ذکرلسانیؔ۔ اسمائے حسنیٰ۔ اذکارِ نمازؔ۔ عبادت میں ذوق و شوق پیدا ہونے کی دعائیں۔ ثباتِ قدم اور غلبہ ونصرت کی دُعائیں۔ مغفرت اور مرحمت کی دعائیں۔عذابِ دوزخ سے امان اور خاتمہ بالخیر کی دعائیں۔ درودِؔ خاص۔ اذکارِؔ خواب۔ فکرؔ۔ چلّہ کشیؔ۔ ذکرؔ قلبی۔ پاسِ انفاس۔ مراقبہؔ۔ انشراحِؔ صدر۔ قرب رَبّانی۔

ہدایتؔ۔ کلماتؔ طیّبہ۔ طلبؔ عزّ وجاہ۔ تسکینِؔ خاطر۔ امتحانؔ میں کامیابی، مقدمہ میں فتحیابی، مشکلات اور مہمات میں آسانی، اور کاروبار میں ترقی اور فاقہ و ناداری دور ہونے کی مقبول دعائیں۔

آفات و بلیات سے امان، شائش رزق اور زراعت و باغبانی کی ترقی کی دعائیں۔

اضطراب۔ قلق اور دل کی ہر پریشانی دور ہونے کی دعائیں۔ گم شدہ عزیز کی واپسی، باہمی عناد اور خانگی رنجشیں دور ہونے کی دعائیں۔ طلب اولاد کی دعائیں، محافظت جنین اور ہر طرح کی ظاہری و باطنی بیماریوں سے شفا یابی کی دعائیں، تنگ دستی، پریشانی، قرض سے نجات، رنج و غم دور ہونے اور ناگہانی مصیبت سے بچنے کی دعائیں۔

بدکاروں کی بدعملی کے وبال، ظالموں اور مفسدوں کے شر سے بچنے اور دشمنوں کی بربادی کی دعائیں۔

آپس کے جھگڑے، باہمی تنازعے مٹنے کی دعائیں، حصول علم و دانش کی دُعائیں، انشراحِ صدر روحانی مشاغل میں کامیابی، زبان میں تاثیر اور ہر مقصد میں کامیابی کی دعائیں۔

عملِ خاص، دعائے ملائکہ

جہاں نما:- اس کتاب میں یہ مضامین ہیں۔

مقدمہ۔ خالق ومخلوق، عما، مشیت وارادہ۔ تخلیق و ایجاد۔ علم وقدرت، قرب ومعیت، ربوبیت و رزّاقیت، دنیا۔ ملاواعلیٰ، سدرۃ المنتہیٰ، لوح وقلم، جنت و دوزخ، ملائکہ، حضرت جبرئیل، معراج، عنصریون، مراتب ملائکہ، روح، اقسام روح، شبِ قدر، سیّال مادہ۔ آفاق، آسمان۔ سماوات، کواکب شمس وقمر۔ لیل ونہار۔ افلاک و بروج۔ ابروبادوبارانِ رحمت۔ پیداوار۔ زمین۔دریا۔ پرندے، چوپائے، آدم زاد، نفس واحدہ، جاندارمخلوقات۔جن۔انسان۔ نزول عذاب۔ خلافت۔ مادی جنت۔ آدم۔ خنّاس۔ شیطان۔ آسیب۔ ابولبشر۔ احرام۔مشعرالحرام۔کعبہ،خواب خلیل۔مکہ۔عربی زبان۔شرک۔حیاتِ شہدا۔ برزخ۔ موت اور زندگی۔ نبوّت و رسالت۔ خواب۔ نفس۔ نزولِ ملائکہ۔ آیاتِ اسماء۔ روحانیت۔عملِ خیر۔ ہر بیماری کا علاج۔ جادوگری نقش خضری۔ خیروشر۔ادباروتنزل، فریضۂ تبلیغ۔فرقہ بندی۔ احادیث صحیحہ۔ عمل متواتر، اہلِ سنت والجماعت۔ رہبانیت۔ اصحابِ صُفّہ۔تبصرہ۔ پانی، دخان۔شعلہ۔خطِ استواء سات آسمان، ستارے،سُورج۔چاند۔کرے۔آیات۔عرش وکرسی۔دنیا کی عمر۔تجلیات اَسماء۔ظہورِ صفات۔قیامت۔نفخ اوّل۔نفخ ثانی۔فیصلہ۔عالَمِ آخرت